شہاداتِ فریدؒ

مرتبہ :

جناب مولوی عبدالمنّان صاحب مولوی فاضل شاہد

مربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ

النّاشر :

ناظر ارشاد وقفِ جدید انجمن احمدیہ

ربوہ

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

شہاداتِ فریدی

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے نام سے توسب احمدی احباب واقف ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں آپ کی واضح تصدیقات کا تذکرہ حضورؑ کی کتب اور جماعت کے دوسرے لٹریچر سے بھی ملتا ہے مگر اب تک کوئی ایسی جامع کتاب جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں موجود نہیں تھی جس میں ان تصدیقات سے متعلقہ تمام مواد یکجائی صورت میں پیش کیا گیا ہو۔ اب خدا تعالیٰ نے مکرم جناب مولوی عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ کو توفیق عطا فرمائی ہے چنانچہ انہوں نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس تمام مواد کو ایک جامع کتاب کی صورت میں جمع کیا ہے جس کا نام "شہاداتِ فریدی" ہے۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی تصدیقات کے علاوہ اس تمام خط و کتابت کو بھی شامل کر دیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے مابین ہوئی۔ شروع میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی زندگی کے حالات کا مختصر ذکر اور اس پر کئے جانے والے اعتراضات کا بھی مدلل اور خاطر خواہ جواب دیا گیا ہے۔

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کی طرف سے اس کتاب کو شائع کیا جا رہا ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ جلد از جلد اس کتاب کو حاصل کر کے مستفید ہوں۔ کتاب کی قیمت بغیر جلد صرف ایک روپیہ مجلد کی ایک روپیہ پانچ آنہ ہے جو محض واجبی ہے۔

یہ کتاب دفتر وقفِ جدید اور نمائش وقفِ جدید بمقام جلسہ گاہ اور گولبازار سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ والسلام

مرزا طاہر احمد

ناظم ارشاد وقفِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ

شبیہ مبارک حضرت حافظ الحاج خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف

اے فرید وقت در صدق و صفا　　با تو باد آں رُو کہ نامِ او خدا

بر تو بارد رحمتِ یارِ ازل　　در تو تابد نُورِ دلدارِ ازل

از تو جانِ من خوش است اے خوشخصال　　دیدمت مردے دریں قحط الرّجال

اے مرا روئے محبت سوئے تو

بوئے اُنس آمد مرا از کوئے تو

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

باب اوّل

قدوۃ السالکین حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ

کے حالاتِ زندگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

باب اوّل

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آباء و اجداد کا مختصر ذکر اور آنجناب کی زندگی کے حالات

خاندان[1] حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ قریشی النسل اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ پہلے پہل آپ کے آباء میں سے حضرت مالک بن یحییٰ مجاہدینِ اسلام کے ساتھ سندھ میں آئے اور وہیں کے ہو رہے ان کے بیٹے منصور کو عربی باشندوں نے اپنا سردار بنا لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے ان کی نسل میں سے سردارانِ قوم بنتے رہے۔ شیخ کورہ کی عزت و شہرت کی وجہ سے یہ خاندان (ان کی طرف منسوب ہو کر) کوریجہ کہلانے لگا۔ ان کے خاندان میں حضرت شیخ حسینؒ بن بریا اپنی سیاست اور علمی قابلیت کی بنا پر حکومتِ دہلی کی طرف سے رکن سلطنت مقرر ہوئے مگر جلد ہی انہوں نے دنیاوی حشمت و امارت چھوڑ دی اور سلسلہ سہروردیہ کے ساتھ

---

[1] حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات مندرجہ ذیل کتب سے اخذ کئے گئے ہیں:۔
مناقب فریدی۔ مقدمہ دیوان فرید از طالوت صاحب۔ اشاراتِ فریدی۔ ہفت اقطاب وغیرہ

منسلک ہو کر فقر و سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے۔ اور مرتبۂ کمال حاصل کیا او
مخدوم کا لقب پایا۔ اُن کے فرزند حضرت زکریاؒ منگلوٹ شریف ضلع ملتان
منتقل ہو گئے۔ حضرت زکریاؒ کے بیٹے مخدوم نور محمد صاحبؒ کا شہرہ جب عا
ہُوا تو شاہجہان بادشاہ کے وزیر میر آرادت خان آپ کی بیعت سے مشرف
ہوئے۔ آپ کی دُعا سے شاہجہان بادشاہ کا ایک عقدہ حل ہُوا تو بادشا
نے بہت سی اراضی آپ کے نذر کی۔ آپ کے پوتے مخدوم محمد شریف صاحبؒ
نے کوٹ مٹھن شریف سکونت اختیار کر لی۔ یہ شہر آپ کے ایک مخلص مرا
مٹھن خاں بلوچ رئیس نے آپ کے لئے ہی آباد کیا تھا۔

مخدوم محمد شریف صاحبؒ کے فرزند حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ [۱]
نے اپنے والد ماجد کے مشورہ سے قبلہ عالمؒ حضرت خواجہ نور محمد صاحبؒ
مہاروی چشتی کی بیعت کر لی۔ اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔ گویا
حضرت قاضی صاحبؒ موصوف اپنے خاندان کے وہ پہلے بزرگ ہیں جو
سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک ہو کر اپنے روحانی فیوض سے دنیا کو متمتع
کرنے لگے۔ قبل ازیں اُن کے آباؤ اجداد سلسلۂ سہروردیہ سے وابستہ تھے
حضرت قاضی صاحبؒ کے بیٹے حضرت خواجہ احمد علی صاحبؒ [۲] کے دو
فرزند تھے (۱) حضرت خواجہ خدا بخش صاحبؒ [۳] (۲) حضرت خواجہ تاج محمود
صاحبؒ۔

حضرت خواجہ تاج محمود صاحبؒ کے زمانۂ خلافت میں سکھوں نے
مسلمانوں کے خلاف اُودھم مچایا تو آپ نے چاچڑاں شریف سکونت

---

[۱] وفات رجب ۱۲۲۹ھ۔

[۲] وفات ۱۲۳۰ھ۔ [۳] ولادت ۱۲۰۵ھ وفات ۱۲ ذوالحجہ ۱۲۶۹ھ

اختیار کرلی۔ اُس وقت سے چاچڑاں شریف خواجگان گدی نشین کا مسکن اور
کوٹ مٹھن شریف مدفن ہے۔ حضرت خواجہ خدابخش صاحبؒ کے بھی ۲ دو فرزند تھے۔
(۱) خواجہ غلام فخرالدین صاحبؒ (۲) حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
حضرت خواجہ فخرالدینؒ صاحبؒ کو جناب نواب فتح محمد خان صاحب والیٔ ریاست
بہاولپور نے کئی ہزار بیگھہ اراضی نذر کی۔ اُن کے عہدِ سجادگی میں دریائے سندھ
میں سخت طغیانی آئی اور کوٹ مٹھن شریف کلیتاً برباد ہوگیا۔ مگر روضۂ مبارکہ
سے بزرگوں کے صندوق بر وقت نکال لیے گئے جو دوبارہ تدفین کے وقت
دو حصوں میں تقسیم ہوئے۔ حضرت خواجہ احمد علی صاحبؒ و حضرت خواجہ
تاج محمود صاحبؒ و حضرت خواجہ خیر محمد صاحبؒ وغیرہ کے مزارات خاندان
حضرت خواجہ تاج محمود صاحبؒ کے حصہ میں آئے۔ انہوں نے علیحدہ روضہ
تعمیر کرلیا۔ باقی مزارات حضرت خواجہ فخرالدین صاحبؒ کے حصہ میں آئے
ان کا روضہ کوٹ مٹھن شریف کے شمالی جانب ہے۔ اسی روضۂ مبارکہ میں حضرت
خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمارہے ہیں۔ نوراللہ مرقدہم

ولادت

فریدِ وقت فاضلِ اجل حاجی حافظ حضرت خواجہ غلام فرید
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے
والد ماجد حضرت خواجہ خدابخش صاحبؒ کے ہاں بہت عرصہ کوئی اولاد نہ
ہوئی تو دعائے خاص کے نتیجہ میں چھبیس ۲۶ ذوالقعدہ بارہ سو اکسٹھ ۱۲۶۱ ہجری المقدس
مطابق ۱۸۴۶ء بروز سہ شنبہ بوقت فجر سرزمینِ چاچڑاں شریف سے
خورشید عالم ۱۲۶۱ھ طلوع ہوا۔ آپ کا نام حضرت خواجہ فریدالدین صاحبؒ گنج شکر

۱؎ ولادت ۱۲۳۵ھ وفات ۵ جمادی اول ۱۲۸۸ھ

کی مناسبت سے "غلام فریدا" تجویز ہوا (کیونکہ وہ بھی سہ شنبہ کو پیدا ہوئے تھے)
جب حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کے
والد ماجد کا سایہ اٹھ گیا۔ جب آپ نے نویں سال میں قدم رکھا تو
مادرِ مہربان اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ اس یتیمی کی حالت میں آپ کے
ماموں جناب میاں غلام محمد صاحب نے آپ کی تعلیم و تربیت کا بیڑہ
اٹھایا۔

تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ صاحبؒ کے برادرِ اکبر حضرت خواجہ غلام فخرالدین صاحبؒ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے وہ
آپ سے غائت درجہ کی محبت رکھتے تھے اور انہوں نے آپ کی روحانی اور
جسمانی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آپ کی تعلیم کیلئے
ایک فاضل اُستاد مولوی قائم الدین صاحبؒ مقرر کئے گئے۔ عہدِ طفولیت
میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے جناب نواب فتح محمد خان صاحب والیٔ ریاست
بہاولپور کی درخواست پر بہت عرصہ ڈیرہ نواب (احمد پور شرقیہ) میں قیام
فرمایا اور وہاں بھی اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ باوجودیکہ محلات میں کھانے پینے
اور عیش و آرام کے شاہی انتظامات تھے مگر آپ ہمیشہ سادہ اور صوفیانہ
زندگی کو پسند فرماتے رہے۔

مسند نشینی

حضرت خواجہ صاحبؒ کے ماموں میاں غلام محمد صاحب چاہتے تھے کہ آپ حضرت خواجہ تاج محمود صاحبؒ کی
بیعت کریں مگر ایک خواب کی بنا پر آپ کے دل میں اپنے برادرِ اکبر حضرت
خواجہ فخرالدین صاحبؒ سے محبت اور ارادت دن بدن بڑھتی گئی اور
تیرہ سال کی عمر میں اپنے مشفق و مہربان بھائی کی بیعت و خلعتِ خلافت

سے مشرف ہوئے اور ایسا فدائیت کا رنگ چڑھا کہ بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں :-

چشماں فخر الدین مٹھل دیاں — تن من کیتا (کیتم) چور!
گھول گھتاں میں فخر جہاں توں — جنّت حُور قصور!
یار فرید کوں اینویں ساڑیو — جینویں جلیا کوہ طور

پھر آپؒ فرماتے ہیں :-

فخر جہاں ہک ریت (بات) سوجھائی — ادنی تھیا یک بار سمائی
ظلمت بن گئی نور و نور

جب آپ اپنی زندگی کی ستائیس[27] بہاریں گزار چکے تو اپنے برادرِ حقیقی کی وفات[1] کے بعد مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کے علم و فضل جود و سخا اور کرامات کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ اور بیعت کا سلسلہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ ہندو۔ سکھ۔ مسلمان سبھی قوموں کے افراد آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر کا انتہائی شوق آپ کو کچھ عرصہ کے لیے اہل دنیا سے بہت دور الگ تھلگ جنگل و بیابان میں لے گیا اور آپ بمقام ردہی برلوبہ کرڑی والا علاقہ چولستان میں ایک زاویہ تیار کر کے کئی سال تک مصروف عبادت رہے۔

سفر حج بیت اللہ شریف

حضرت خواجہ صاحبؒ نے اکیس (۲۱) شوال بارہ سو بانوے (۱۲۹۲) ہجری کو سینکڑوں مصاحبین کے ساتھ سفر حج بیت اللہ شریف کا عزم کیا۔ رستہ میں کئی مزارات اور

---

[1] ۱۲۸۸ھ

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور علماء و صوفیاء سے ملاقات کی۔ جونہی آپ نے دیارِ محبوب میں قدم رکھا سینکڑوں کی تعداد میں اہلِ عرب جوق در جوق آپ کی زیارت اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ وہاں پر آپ نے اس قدر رقمِ خطیر صرف کی کہ آج تک اہلِ عرب آپ کی بے مثال سخاوت کو یاد کرتے ہیں۔

جُود و سخا حضرت خواجہ صاحبؒ کے جُود و سخا کا ابرِ رحمت ہر وقت برستا تھا۔ کبھی کوئی سوالی آپ کے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا ؎

ما قال لا قط الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لاءہ نعم

جناب علامہ محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز بہاولپور رقمطراز ہیں :—

"دنیا کی بیزاری کے ساتھ دولت کے صرف کرنے کا اتنا شوق تھا کہ ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنی عمر میں ساٹھ لاکھ روپیہ کے قریب خیرات کیا ہے اور یہ مقدار اس خرچ کی ہے جس کا حساب ہو سکا۔ جو خرچ حیطۂ تحریر میں نہیں آئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضور نے آخری وقت میں جن باتوں پر اظہار افسوس فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ عمر بھر مجھے حسرت رہی کہ مجھ سے کوئی سائل لاکھ روپیہ مانگے اور میں دوں مگر کسی نے لاکھ روپے کی استدعا نہیں کی۔"

(مقدمہ دیوان فرید ص۱۱)

علمی قابلیت حضرت خواجہ صاحبؒ کو روشن دماغی اور علمی بصیرت کے لحاظ سے بہت بلند مرتبہ حاصل تھا۔ آپ خود علومِ ظاہری و باطنی سے بہرہ مند تھے اسلئے طالبعلموں اور علماء دین کو

بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ طلباء کو خود علوم ظاہری و باطنی کا درس دیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے علماء اپنے اختلافی مسائل میں آپ کو حَکَم قرار دیتے تھے علم تفسیر قرآن مجید۔ احادیث۔ فقہ و تصوّف کا بہت سا حصہ آپ کو وراثتاً ملا تھا۔ مگر ذہن رسا اور ذاتی مطالعہ سے آپ نے ہر علم میں کمال حاصل کیا۔ علم تاریخ۔ اسماء الرجال۔ علم الانساب وغیرہ علوم سے واقفیت رکھنے کے علاوہ بلند پایہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ اور علم موسیقی کے تمام رازوں سے خوب واقف تھے۔ برکت علی مغنّی کو جو چار سو سے زائد راگنیوں میں مہارت رکھتا تھا آپ نے ہی تربیت دی تھی۔

شاعری

حضرت خواجہ صاحب اہلِ حال تھے اہلِ قال نہ تھے۔ آپ کا تمام کلام تقریباً آمد میں شمار ہوتا ہے۔ بعض کافیاں آپ نے دس دس منٹ میں فی البدیہہ بیان فرمائی ہیں۔ ملتانی زبان کے آپ خاتم الشعراء تھے۔ آپ کا کلام عشق و محبت۔ سوز و گداز۔ ہجر و وصل کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ علاّمہ محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیزؔ لکھتے ہیں کہ:-

"ان کی شاعری کسی تعریف اور تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ بہاولپوری (ملتانی) زبان کے قادر الکلام بے نظیر اور بلند پایہ شاعر تھے۔ وہ ملتانی زبان کے اوّل الشعراء اور خاتم الشعراء تھے۔ انہوں نے سندھی سوز و گداز اور بہاولپوری درد و کرب کو ایران کی نازک خیالی۔ ہندوستان کی موسیقی اور عربی جذبات کے ساتھ اس قدر مخلوط کر دیا تھا کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کے کلام میں جذبات شاعری موسیقی اور سلاست میں سے کونسا جزو نمایاں ہے۔ آپ نے رُوحانیات

کی فضا میں نشوونما پائی۔ اس لیے ان کے کلام میں تصوف
عشق درد محبت کا ہونا کچھ بعید از قیاس نہیں۔ کہیں کہیں
اشعار میں شوخ رنگ زیادہ ابھر گیا ہے تو ساتھ ہی متانت
و استغنا بھی موجود ہے۔" (مقدمہ دیوان فرید ص ۱۰-۱۱)

تصنیفات

(۱) **فوائدِ فریدیہ** بزبان فارسی بارہ سو چوراسی ۱۲۸۴ ہجری مطابق ۱۸۶۸ء کی تصنیف ہے جو پہلی دفعہ ۱۸۹۵ء میں مطبع مجتبائی لاہور سے شائع ہوئی۔

(۲) **دیوانِ فرید** بزبان ملتانی

(۳) **دیوانِ فرید** بزبان اردو

(۴) **اشاراتِ فریدی**۔ آپ کے ملفوظاتِ مبارکہ کا مجموعہ جسے آپ کے خلیفہ جناب مولوی رکن الدین صاحب سکنہ پرہار سونکی نے جمع کیا اور آپ کو سنایا اور آپ نے اصلاح فرمائی۔ انکے پہلے تین حصص تیرہ سو بیس ۱۳۲۰ ہجری میں آپ کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ نازک کریم محمد بخش صاحبؒ نے مفید عام پریس آگرہ سے پہلی دفعہ چھپوائے۔ اور چوتھا حصہ تیرہ سو چھیالیس ۱۳۴۶ ہجری میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے نواسہ جناب خواجہ فیض احمد صاحب سجادہ نشین نے پہلی مرتبہ فیض عام پریس لاہور سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

وفات

حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات بعمر اٹھاون ۵۸ سال مقام چاچڑاں شریف ہوئی۔ اس بارہ میں جناب انور صاحب فیروز تحریر فرماتے ہیں کہ:—

غم کھائیں تو کس کس کا۔ دس نہیں بیس نہیں یہاں تو سرے سے
سب کا صفایا ہے۔ اور کچھ اسی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ دیکھو
تو اب بھی کائنات کی کائنات سب اسی ایک ہی رَو میں
بہی چلی جاتی ہے۔ نہ شاہ کی کچھ حقیقت ہے اور نہ فقیر کی
کوئی پوچھ۔ چنانچہ خواجہ صاحب بھی اسی اصول کے ماتحت
بعارضہ ذبل بیمار ہوئے اور اگرچہ حالت امید افزا تھی مگر ہر دم
انہیں یہی کہتے سُنا گیا ے

گذریا ویلھا ہسّن کھلّن دا - آیا وقت فرید چلّن دا
او کھا پینڈا دوست ملّن دا - جان لباں پر آندی ہے

آخر لسان الغیب کی بات پوری ہوئی۔ اور ۲۴ر جولائی
۱۹۰۱ء مطابق ۶ر ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ کو بروز چہار شنبہ
اس دارِ ناپائیدار سے آپ راہگیرائے عالمِ بقا ہوئے ۔"
(گوہر شب چراغ ص ۲۵ بحوالہ مقدمہ دیوان فرید ص ۱۱)

اولاد حضرت خواجہ صاحب کی اولاد نرینہ میں سے صرف حضرت خواجہ
نازک کریم محمد بخش صاحبؒ تھے جو آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔
دوسری آپ کی دختر معصومہ تھیں جو میاں امام بخش صاحب کوریجہ کے
عقدِ نکاح میں تھیں (میاں امام بخش صاحب حضرت خواجہ تاج محمود صاحبؒ کی
اولاد میں سے تھے) دختر نیک اختر معصومہ نور اللہ مرقدہا کے بطنِ مبارک سے
خواجہ فیض احمد صاحب تھے جو حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے بعد چونکہ

لہ ولادت ربیع الاوّل ۱۲۸۳ھ وفات ۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ

احمد صاحب کے فرزند جناب

خواجہ فیض

سجادہ نشین ہوئے۔ اس وقت جناب

خواجہ غلام فرید صاحب عرف فیض فرید سجادہ نشین ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے فرزند

صاحب رح سجادہ نشین ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند

نازک کریم خواجہ محمد بخش صاحب[1] کے فرزند خواجہ قطب الدین[3]

خواجہ معین الدین صاحب[2]

خواجہ معین الدین صاحب پھر خواجہ

رحلت فرما گئے۔ اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب

صاحب جو بارہ سال کی عمر میں

رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ نرینہ کا سلسلہ خواجہ قطب الدین صاحب پر ختم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بعد ازاں حقِ سجادگی حاصل کرنے کی خاطر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ جناب خواجہ فیض احمد صاحب اور حضرت خواجہ نازک کریم

محمد بخش صاحب رح کے نواسہ جناب خواجہ احمد علی صاحب کے درمیان مقدمہ چلا۔

حکومتِ بہاولپور نے جناب خواجہ فیض احمد صاحب کے حق میں فیصلہ دیا۔ چنانچہ

اُن کی وفات کے بعد اُن کے فرزند جناب خواجہ غلام فرید صاحب عرف

فیض فرید سجادہ نشین ہوئے۔ اور جناب خواجہ فیض فرید صاحب سجادہ نشین

کے ہاں تا حال کوئی اولاد نہیں ہے۔

معتقدین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور معتقدین کا حلقہ پاکستان کے ہر حصہ میں پھیلا ہوا

ہے مگر زیادہ تر مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازیخاں۔ سابق ریاست بہاولپور۔ ملتان

منٹگمری کے اضلاع میں ہیں۔ رؤساء میں سے والئ ریاست بہاولپور

---

[1] وفات ۶ رمئی ۱۹۳۵ء۔ [2] وفات ۲ رجمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ۔

[3] ولادت ۱۳۳۱ھ وفات ۲۴ ررجب ۱۳۴۳ھ

جناب صادق محمد صاحب رابع اور جناب نواب بہاول خان صاحب تو آپ پر جان نثار کرتے تھے۔ ریاست ٹونک۔ جیل مگسی قلات۔ روجہان چوٹی۔ ریاست آسنی۔ خیرپور سندھ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں وغیرہ کے نواب حضرات اور بلوچستان کے تمندار صاحبان بھی جان و دل سے فدا تھے۔ علماء کا خاص طبقہ بھی آپ کا مصاحب اور معتقد تھا۔ مسلمانوں کے علاوہ دیگر اقوام کے لوگ بھی آپ کی دعا کے ذریعہ رفع مشکلات و حاجات کے طالب ہوتے تھے۔ آپ کے چونتیس ۳۴ خلفاء تھے جن کا ذکر اشارات فریدی حصہ دوم کے آخر میں ہے۔

عقائد حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقائد کے لحاظ سے اہلِ سنت والجماعت میں سے تھے۔ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی، ولی اللہ اور قطب تھے۔ آپ کے ذریعہ بےشمار کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ یادِ خدا اور خدمتِ خلق کے بغیر نہیں گذرتا تھا۔ آپ کے خدارسیدہ اور صادق و راستباز ہونے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنے وقت کے امام کی شناخت کر لی۔ اور علیٰ وجہ البصیرت سیدنا و امامنا حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوئ ماموریت کی نہ صرف تصدیق کی اور آپ کی اسلامی خدمات کو سراہا بلکہ آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے والوں کا ذبّ کیا۔ اور بلا خوف لومۃ لائم جرأت اور بہادری کے ساتھ آپ کی سچائی میں عظیم الشان شہادات دیں جو قارئین حضرات آنیوالے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وباللہ التوفیق۔

باب دوم

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مابین خط و کتابت

شبیہ مبارک حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰة والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے

علماء و صوفیاء کرام کو دعوتِ مباہلہ

اللہ جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ کے حکم سے جب سیدنا حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "مسیح موعود" و "مہدی معہود" ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء نے حسبِ عادت قدیمہ مخالفت میں شورِ قیامت برپا کر دیا اور طرح طرح کے الزامات لگا کر آپ کے خلاف فتوے دیئے اور اشتعال انگیز تقریروں اور تحریروں سے عوام کو آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنے کی کوشش کا بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور پھر آپ کو مباہلہ کا چیلنج بھی دیا مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوارا نہیں فرمایا کہ بغیر اتمامِ حجت کلمہ گو لوگوں میں سے کسی پر بددعا کی جائے اس لئے آپ منقولی و معقولی رنگ میں تقریر و تحریر کے ذریعہ سے اتمامِ حجت فرمانے میں مشغول رہے۔ مگر جب علماء کی طرف سے تکفیر و تکذیب انتہا کو پہنچ گئی اور بعض سجادہ نشین بھی اُن سے اتفاق کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اقدسؑ نے علماء و صوفیاء کو اپنی کتاب "انجام آتھم" میں مباہلہ کی دعوت دی اور اس سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ :-

"سو اب چونکہ تکذیب اور تکفیر انکی انتہا کو پہنچ گئی اس لئے وقت آگیا کہ خدائے قادر اور علیم اور خبیر کے ہاتھ سے جھوٹے اور سچے میں فرق کیا جائے ہمارے مخالف مولوی اسبات کو جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص سے کسقدر بیزاری ظاہر کی ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں فی الفور

پکڑ لیتا اور رگِ جان کاٹ دیتا۔ غرض خدا تعالیٰ پر افترا کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوا ایک ایسا سخت گناہ ہے کہ اس کی سزا میں صرف جہنم کی ہی وعید نہیں بلکہ قرآن شریف کے نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر وغیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اسکی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔ اگر ان مولویوں کا دل تقویٰ کے رنگ سے کچھ بھی رنگین ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عادتوں اور سنتوں سے ایک ذرہ بھی واقف ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افترا میں مشغول رہنا بلکہ روز بروز اس میں ترقی کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے افترا پر اُس کو نہ پکڑنا بلکہ لوگوں میں اس کو عزت دینا دلوں میں اس کی قبولیت ڈالنا اور اس کی زبان کو چشمۂ حقائق و معارف بنانا ایک ایسا امر ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اس کی نظیر ہرگز نہیں پائی جاتی......

.....کون اس کو قبول کرسکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لئے عرصہ تک اس جھوٹے کو چھوڑ دے جس کی نظیر دنیا کے صفحہ میں مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے: ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا۔ یعنی اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھے بیشک مفتری خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرنیوالا جلد مارا جاتا ہے۔ سو ایک تقویٰ شعار آدمی کیلئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری رُوح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کرسکتا۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہوگیا۔ اور ابتداء دعویٰ پر

بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اُس نے عمر دراز بخشی اور ہر یک مشکل میں میرا متکفل اور متولّی رہا۔ پس کیا اُن لوگوں کے یہی نشان ہُوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔ اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں اُن الہامات کو ہاتھ میں لیکر جن کو مَیں شائع کر چکا ہوں مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں۔ اس طرح پر کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ مَیں درحقیقت اس کے شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور درحقیقت اُس نے مجھے چہار دہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تا مَیں اِس فتنہ کو فرو کروں جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے۔ اور اُسی نے میرا نام عیسٰی رکھا ہے اور کسرِ صلیب کے لئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے۔ اور یہ سب اس کا کلام ہے۔" (انجام آتھم صفحہ ۴۹ تا ۵۱)

اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے اپنے ضروری اور مناسب مونثر الہامات درج فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"یہ کسی قدر نمونہ اُن الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔ اَب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہیئے کہ تمام تکبّر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے شخص کی فرمانبرداری کا جُوا اپنی گردن پر لے لے جس کی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے۔ لیکن اگر یہ تعریفیں

خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعوے پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر و قدوس کا الہام نہیں ہے بلکہ ایک دجال کذاب نے چالاکی کی راہ سے ان کو آپ بنا لیا ہے اور بندگانِ خدا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الہام ہیں تو درحقیقت وہ جو نہایت بے باکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے اور اس کے مشتعل غضب کا نشانہ ہے اور کوئی اس کو اس قہار اور غیور کے ہاتھ سے چھڑا نہیں سکتا۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہ ہوا اور کیا یہ بات سمجھ نہیں آسکتی کہ جس سلسلہ کا تمام مدار ایک مفتری کے افترا پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا.....

اب اے مخالف مولویو اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئۃ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک اس کو کمال تک نہ پہنچا دے اور وہ اس کی آبپاشی کریگا اور اس کے گرد احاطہ بنائیگا اور تعجب انگیز ترقیات دیگا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بد دعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا

مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اس کے نہایت اصرار سے مباہلہ ہؤا۔ مگر میں نے اُس کے حق میں کوئی بد دعا نہیں کی۔ لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دُکھ دیا گیا۔ مجھے کافر ٹھہرایا گیا مجھے دجّال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذّاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں اُن کے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں اُن کی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر یک نے مجھے گالی دینا اجرِ عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دُکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر یک وقت مجھ کو تسلّی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا اس جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرّہ تمام دنیا کا مقابلہ کریگا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک رُوح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں؟

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو کیا تم خوشبو اور بدبُو میں فرق نہیں کر سکتے۔ کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اُس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اُٹھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ پر

دوسرے الہاماتِ الٰہیہ پر۔ سوئم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بنار دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا سو مَیں اس ذاتِ قادرِ غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایمان دار ردّ نہیں کر سکتا۔ اب اس دوسری بنار کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔"

دُعائے مباہلہ :— " اور یُوں ہو گا کہ تاریخ اور مقامِ مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد مَیں اُن تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لے کر میدانِ مباہلہ میں حاضر ہونگا اور دُعا کرونگا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ مَیں نے ان کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجائے۔ تا میری ذلّت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے خدائے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے مُنہ کی باتیں ہیں تو اِن مخالفوں کو جو اِس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے

اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنوں اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگِ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر کسی کی عزت پر۔ اور جب میں یہ دُعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔

ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر یک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر ہو جنابِ الٰہی میں یہ دُعا کرے کہ اے خدائے علیم وخبیر ہم اِس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذّاب مفتری اور کافر جانتے ہیں۔ پس اگر یہ شخص درحقیقت کذّاب اور مفتری اور کافر اور بے دین ہے اور اس کے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امّتِ مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اِس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مُنہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اِس کو کافر اور کذّاب سمجھتے ہیں دُکھ اور ذلّت سے بھرا ہُوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر۔ اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگِ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان اور کسی کی عزت پر۔ اور جب یہ دُعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔"

(اشتہار دعوتِ مباہلہ از انجام آتھم)

پھر حضور تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اسی صورت میں سمجھا جائے کہ جب وہ تمام لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔"

(انجام آتھم ص ۶۷)

پھر آپ نے اِن غیرت دلانے والے الفاظ میں اتمام حجت فرماتے ہوئے لکھا کہ :—

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان! کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اِس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا کہو کہ آمین۔"

(انجام آتھم ص ۶۷)

اِس کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک و ہند کے چیدہ چیدہ اٹھاون ۵۸ علماء کرام اور اڑتالیس ۴۸ صوفیاء عظام کے اسماء کو دعوتِ مباہلہ بذریعہ رجسٹری ارسال کی گئی اور حضرت اقدس علیہ السلام نے دعوتِ مباہلہ کے آخر پر خاص طور پر سجادہ نشینوں کو مخاطب کر کے لکھا

"صاف باطن فقراء کے لئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ڈر سے اور ہر یک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرّع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجّہ کرکے اس رازِ سربستہ کو اُسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں۔ اور جب

خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ اُن کی اتقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثوابِ آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں ۔ مولویانِ خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ اُن کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں ۔ لیکن جو لوگ حضرتِ احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیۂ نفس سے انانیت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے نہیں مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں ۔" (انجام آتھم صفحہ ۶۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجادہ نشینوں کی فہرست میں چوتھے نمبر پر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چشتی چاچڑاں شریف علاقہ بہاولپور کا نام بھی درج فرمایا تھا ۔ اور اُن کو کتاب انجامِ آتھم مشتمل بر اشتہار دعوتِ مباہلہ بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی ۔ جب حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دعوتِ مباہلہ پہنچی تو انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور تائید پر مشتمل ایک خط بزبان عربی ارسال فرمایا جسے حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ صفحہ ۳۹ میں چھپوا دیا ۔ اور اس سے قبل یہ تحریر فرمایا کہ :-

" بالآخر ہم اس جگہ نقل خط میاں غلام فرید صاحب پیر نواب صاحب بہاولپور جو ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ تا دوسرے مشائخ مدعوین بھی کم سے کم ان کے نمونہ پر چلیں اور اگر زیادہ توفیق یاوری نہ کرے

تو البتہ ان کے خیال سے کم نہ رہی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اِس قدر بھی اِس عاجز کی تصدیق کریگا جیسا کہ میاں غلام فرید صاحب نے اپنے خط کے ذریعہ کی۔ اس کا بھی خدا ان لوگوں میں حشر کریگا جنہوں نے سچائی کو ردّ کرنا نہیں چاہا۔ دل کا ایک ذرہ تقویٰ بھی انسان کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک بُت کی طرح میری پُوجا کی جائے۔ میں صرف اس خدا کا جلال چاہتا ہوں جس کی طرف سے میں مامور ہوں۔ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اُس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اُس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

...... احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائیگا اور اُس وقت کے شریر مولوی اُس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھلایا۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

خدا ان کو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے آمین

اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی میاں صاحب موصوف کا ذکرِ خیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائیگا یہ زمانہ گذر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا۔ اور

خدا اس زمانہ کے لوگوں کو آنکھیں دیگا۔ اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعاءِ خیر کرینگے جنہوں نے مجھے پاکر میرا ساتھ دیا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گذر جائیگا اور ہر یک غافل اور منکر اور مکذّب وہ حسرتیں ساتھ لے جائیگا جنکا تدارک پھر اس کے ہاتھ میں نہیں ہوگا۔ اب میاں غلام فرید صاحب کا خط ذیل میں حسب وعدہ مذکورہ لکھا جاتا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۶ تا ص۳۹)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب بجواب دعوتِ مباہلہ بخدمت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

من فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین الی جناب میرزا غلام احمد قادیانی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الارباب و الصلوٰۃ علی رسولہ الشفیع بیوم الحساب وعلیٰ اٰلہٖ والاصحاب والسلام علیکم وعلی من اجتھد واصاب۔

امّا بعد فقد ارسلت

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فقیر غلام فرید سجادہ نشین کی طرف سے حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب الارباب ہے اور اس رسول مقبول پر درود جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور اس کی آل اور اصحاب پر اور آپ پر سلام ہو اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنیوالا ہے۔

امّا بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب

الیّ الکتب دبه دعوت الی
المباهلة وطالبت بالجواب
وانّی ان کنت عدیم الفرصة
ولکن رأیت جزءً من
حسن الخطاب وسوق العتاب
اعلم یا اعزّ الاحباب انی
من بدوِ حالك واقفٌ علیٰ مقام
تعظیمك لنیل الثواب وما
جرت علیٰ لسانی کلمة فی حقّك
الا بالتبجیل ورعایة الآداب
والآن اطلعك بانّی معترف
بصلاح حالك بلا ارتیاب
وموقنٌ بانّك من عباد الله
الصالحین وفی سعیك المشکور
مثاب وقد اوتیت الفضل
من الملك الوهاب ولك ان
تسئل من الله تعالیٰ خیر عاقبتی
وادعو لکم حسن مآب
ولولا خوف الاطناب لازددت
فی الخطاب ۔ والسلام
علیٰ من سلك سبیل

(انجام آتھم) پہنچی جس میں مباہلہ کی دعوت دی
گئی ہے اور اس کا جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور
اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے
اس کتاب کی ایک جزو کو جو حسن خطاب
اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھا ہے۔
سو اے ہر ایک حبیب سے عزیز تر آپ کو معلوم ہو کر
میرا مقام ابتداء ہی سے آپ کی تعظیم کرنا ہے تاکہ
مجھے ثواب حاصل ہو ۔ اور کبھی میری زبان
پر بجز تعظیم و تکریم اور رعایت آداب کے آپ کے
حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا ۔ اور
اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ آپکے
نیک حال کا معترف ہوں ۔ اور میں یقین
رکھتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ کے صالح بندوں
میں سے ہیں اور آپ کی سعی عنداللہ قابل شکر ہے
جس کا اجر ملیگا ۔ اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا
آپ پر بڑا فضل ہے ۔ میرے لئے عاقبت
بالخیر کی دعا فرمائیں ۔ اور میں آپ کے لئے
انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں ۔ اگر مجھے طول
کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا ۔
اور ہر اُس شخص پر سلام ہو جو نیک
راہ پر چلا ۔

الصواب۔ فقط[1]			فقط۔

۲۷ رجب سنہ ۱۳۱۴ھ منمقام چاچڑاں			۲۷ رجب سنہ ۱۳۱۴ھ از مقام چاچڑاں

(فقیر غلام فرید خادم الفقراء)			(مہر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب حضرت خواجہ صاحبؒ کا مندرجہ بالا خط پہنچا تو آپ بہت خوش ہوئے[1]۔ اور اسے ۱۸۹۷ء میں اپنی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ صفحہ انتالیس ۳۹ پر شائع فرمایا تا دوسرے صوفیاء کرام اور علماء عظام بھی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خط سے فائدہ اٹھائیں۔ جب مخالف علماء نے اسے دیکھا تو اُن کے دلوں میں حسد و بغض اور تعصب کی آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی خود حضرت خواجہ صاحبؒ کے پاس چاچڑاں شریف گئے (دیکھیں رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ش ۵ ص ۱۳۸-۱۳۹) اسی طرح مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری بھی چاچڑاں شریف پہنچے اور مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں خطوط لکھے کہ آپ نے مرزا صاحب کو "من عباداللہ الصالحین" کیوں لکھا ہے اور یہ کہ آپ کو بھی باقی علماء کی طرح مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دینا چاہیئے (دیکھیں اشارات فریدی جلد ۳ ص ۱۷۹) مگر حضرت خواجہ صاحبؒ نے اِن علماء کی باتوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے اِس خط کے جواب میں آپ کو ایک خط مع ضمیمہ انجام آتھم ارسال فرمایا اور خط میں

---

[1] حضرت خواجہ صاحبؒ کا یہ خط اشارات فریدی جلد ۳ مقبوس ہفتادم[17] ص ۴۲ ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۹ اور ضمیمہ سراج منیر ص ۵ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

تحریر فرمایا کہ آپ کے خوشبودار کلمات نے مجھے معطر کر دیا ہے۔ مَیں آپ
پاکیزہ صفات اور اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ مجھے آ
سے پہلے ہی ایسی امید تھی۔ پس آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے میری تصدی
کر کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری کی ہے کہ نیک
ہی اس کی تصدیق کریں گے۔ میری دلی تمنا ہے کہ جلد آپ سے ملاقا
کر کے سرور حاصل کروں۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ خط جس
مسرت وشادمانی کا اظہار ہے درج ذیل ہے:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم
من عبد اللّٰہ الاحد غلام احمد
عفاہ اللّٰہ وایّد الی الشیخ
الکریم السعید حبّی فی اللّٰہ
غلام فرید۔
السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ
اما بعد فاعلم ایّھا العبد
الصالح قد بلغنی منک مکتوب

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
خدائے احد کے بندے غلام احمد کی طرف سے
اللہ تعالیٰ اس کو عافیت سے رکھے اور آپ کی تا
فرمائے۔ الشیخ الکریم السعید حبی فی اللہ حضو
خواجہ غلام فرید صاحبؒ کی طرف۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اما بعد! اے مرد صالح آپ کو معلوم
کہ آپ کا خط مجھے پہنچا۔ ج

مضمّخ بعطر الاخلاص والمحبّة
وكتب بانامل الحبّ والالفة
جزاك الله خير الجزاء - و
حفظك الله من كل انواع البلاء۔
انّي وجدت ريح التقوى في كلماتك
فما اضوعَ ريّاك وما احسن
نموذج نفحاتك - وقد
اخبر النبيّ صلى الله عليه وسلم
في امري - واثنى على احبابي
و زمري - و قال لا يصدّقه
الّا صالح ولا يكذبه الّا فاسق
فبشرًا لك ببشارة المصطفىٰ
و واهًا لك من الرب الاعلىٰ
و من تواضع لله فقد رُفِعَ
و من استكبر فردّ و دُفِعَ۔
و انّي مازلتُ مذ رئيت كتبك
و آنست اخلاقك وآدابك
ادعو لك في الحضرة۔
واسئل الله انْ يتوب عليك
بانواع الرحمة - و قد سرّني
حسن صفاتك و رزانتك

محبت اور اخلاص کے عطر سے معطّر ہے
اور محبت اور اُلفت کی انگلیوں سے لکھا گیا ہے
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور
ہر قسم کی تکالیف سے آپ کو محفوظ رکھے
یقیناً میں نے آپ کے کلمات میں تقویٰ کی خوشبو
پائی ہے پس آپکی خوشبو کیا ہی مہکنے والی ہے، اور
خوشبو کی معطر لپٹوں کا نمونہ کیا ہی عمدہ ہے، اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے معاملہ میں
خبر دے چکے ہیں اور حضور علیہ السلام نے میرے دوستوں
اور ساتھیوں کی تعریف کی ہے۔ اور فرمایا کہ نیک ہی
اسکی تصدیق کرینگے اور فاسق ہی اسکی تکذیب کرینگے
پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت آپکو
مبارک ہو اور ربّ اعلیٰ کی طرف سے آپکو آفرین ہو۔
جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اختیار کی وہ عزت دیا گیا
اور جس نے تکبّر کیا وہ ردّ کیا گیا اور دھتکارا گیا۔
اور جب سے میں نے آپ کا خط دیکھا ہے
اور آپ کے اخلاق اور آداب کا علم ہوا ہے
میں اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرتا رہتا ہوں
اور آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قسم قسم کی
رحمتوں کو طلب کرتا رہتا ہوں اور آپ کی اچھی
صفات اور گرانمایہ فہم نے مجھے بہت

حصاتك - وعلمت انك خُلقتَ
من طينةِ الحرّيّةِ وَ اعطيتَ مكارم
السجّية - واحن الى لقائك
بهوى الجنان ان كان قدر
الرحمٰن - وقد سمعت
بعض خصائص نباهتك ومآثر
وجاهتك من مخلصى نورالدين
فالآن زاد مكتوبك يقيناً على
اليقين - وصار الخبر عياناً و
الظنّ برهاناً - فادعو
الله سبحانه أن يبقى
مجدك وبنيانه - ويحيط
عليك رحمته وغفرانه
وكنت قلت للنّاس انك
لا تلوى عذارك - ولا تظهر
انكارك - فابشرتُ بانّ كلمتى
قد تمّت - وانّ فراستى ما اخطأتُ
و رغّبنى خلقك فى ان
افوز بمرآك واسرّ بلقياك
فارجو ان تسرنى بالمكتوبات
حتى تجئ من الله

مسرور کیا - اور میں سمجھ گیا ہوں کہ آپکی فطر
میں شرافت ہے - اور آپ کو پاکیزہ صفات د
گئی ہیں - اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہو تو ا
دلی آرزو ہے کہ میں آپ سے ملاقات ک
جسکا میں بے حد دلدادہ ہوں - اور مجھے آپ
نیک شہرت اور وجاہت کی خوبیاں اپنے مخلا
مولوی نورالدین سے معلوم ہوئی ہیں پ
اب آپ کے خط نے میرے یقین کو ا
بھی بڑھا دیا ہے - اور سُنی ہوئی بات اب
کی صورت پکڑ گئی ہے اور خیال اب مضبوط دلیل
گیا ہے - میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہ
کہ وہ آپکی فضیلت اور بزرگی کی عمارت کو بقا
اور یہ کہ اس کا رحم اور اس کی بخشش آپکو
احاطہ میں رکھے - اور میں لوگوں سے پہلے ہی کہ
تھا کہ آپ بے رُخی نہ فرمائینگے - اور نہ ا
کرینگے - پس میں خوش ہوا کہ میری بات
ہوئی - اور میری فراست نے خطا ن
اور آپکے اخلاق نے مجھ میں یہ شوق پیدا ک
میں آپکو دیکھنے کا موقعہ پاؤں اور آپکو مل کر
کروں - پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ خط
کے ذریعہ مجھے خوش کرینگے یہاں تک کہ اللہ

وقت الملاقات ۔ والآن ارسل
الیک مع مکتوبی هذا ضمیمة[1]
کتابی ارسلتها الی احبابی و
فیها ذکرک و ذکر مکتوبک ۔
و ارجو ان تقرأها و لو کان
حرج فی بعض خطوبک ۔ و
السلام علیک و علی اعزتک
وشعوبک فقط ۔
ویسلم علیک محمد سراج الحق الجمالی[2]
النعمانی من قادیان ضلع گورداسپور
۲۲ر شعبان المبارک سنه[3] ۱۳۱۴ھ

کی طرف سے ملاقات کا وقت آجائے اور اب میں
آپ کی طرف اپنے اس خط کے ساتھ اپنی کتاب کا ضمیمہ
بھی بھیجتا ہوں جیسا کہ میں نے دیگر احباب کو بھیجا ہے اور
اس میں آپ کا ذکر ہے اور آپ کے خط کا بھی ذکر ہے
اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اسکو ضرور پڑھینگے خواہ
آپکے بعض کاموں میں حرج ہی واقع ہو ۔ آپ پر اور
آپ کے عزیزوں اور آپ کے خاندان پر
سلام ۔ فقط
اور آپ کو محمد سراج الحق جمالی نعمانی سلام
کہتے ہیں ۔ از قادیان ضلع گورداسپور
۲۲ر شعبان المبارک ۱۳۱۴ھ

---

[1] ضمیمہ انجام آتھم ۔ [2] حضرت پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ نعمانی جمالی سرساوی موصوف کا سلسلہ نسب کئی واسطوں کے ساتھ شیخ کبیر حضرت فریدالدین گنج شکر کے خلیفہ حضرت شیخ جمال الدین صاحب ہانسوی (وفات ۶۵۹ھ) کے ساتھ جا ملتا ہے ۔ آپ ایک مقتدر گدی نشین تھے ۔ جب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود و امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا تو حضرت پیر صاحب موصوف نے گدی نشینی ترک کرکے امام وقت کی غلامی ہمیشہ کے لئے اختیار کرلی ۔ آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چشم دید واقعات پر مشتمل "تذکرۃ المہدی" کے نام سے ایک ایمان افروز کتاب لکھی ہے ۔ حضرت پیر صاحب موصوف نے ۳ر جنوری ۱۹۳۵ء کو وفات پائی ۔ نوراللہ مرقدہٗ (شاہد)

[3] یہ خط "اشارات فریدی" جلد ۳ صفحہ ۶۵-۶۶ اور ضمیمہ رسالہ "سراج منیر" صفحہ ب-ج پر شائع ہو چکا ہے ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا مکتوب مع ضمیمہ "انجام آتھم" جب حضرت خواجہ صاحبؒ کو ملا تو آپ بہت مسرور ہوئے اور جواب میں اُسی وقت حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک خط اپنی مہر لگا کر ارسال فرمایا جس میں تحریر فرمایا کہ مجھے علماء نے بڑے جوش سے بھرے ہوئے خطوط لکھے ہیں کہ مرزا صاحب کو آپ کیوں نیک مرد قرار دیتے ہیں اور کس وجہ سے اُن کے متعلق حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ مگر میں ان پر بدگمانی نہیں کرتا۔ اگر انہوں نے نیک نیتی سے ایسا کیا تو اُن کی غلطی خطا فی الاجتہاد کے مشابہ ہو گی۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں مجھے آپ کی نیک مساعی کا علم ہوتا ہے آپ سے میری محبت بڑھتی جاتی ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ جلد ملاقات کی مبارک گھڑی لائے۔ آخر میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت اقدسؑ کا وہ مضمون طلب کیا ہے جو "جلسہ مذاہب اعظم لاہور" میں پڑھا گیا تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کا وہ اصل مکتوب ذیل میں درج کیا جاتا ہے:—

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مرزا صاحب عالی مرا[تب]

مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے پایاں

مکرم معظم برگزیدۂ خدائے احد جناب

مرزا غلام احمد صاحب متع اللہ الناس

ببقائہٖ و سرّنی بلقائہٖ و انعمہٗ بالآئہٖ

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مرزا صاحب عالی

مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے

مکرم معظم برگزیدہ خدائے احد جنا

مرزا غلام احمد صاحب متع اللہ ا

ببقائہٖ و سرّنی بلقائہٖ و انعمہٗ

پس از سلام مسنون الاسلام
شوق تام و دعائے اعتلائے
نام و ارتقائے مقام واضح و
لائح باد نامۂ محبت ختامہ الفت
شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ
مع کتاب مرسلہ رسیدہ۔ چہرہ
کشائے مسرّت تازہ و فرحت
بے اندازہ گشت۔ مخفی مباد
کہ ایں فقیر از بدو حال خود
بتقاضائے فطرت در عربدہ ہا
افتادن۔ و بے ضرورت قدم
در معارک مناقشات نہادن
پسند ندارد۔ و چندانکہ مے
تواند خود را از مداخلت طوفانِ
نزاع بیمعنی برمے آرد۔ و چوں اکثر مردم
را موافقت ہوا از طلب حق
بازداشتہ است و تعصّب مجاری
تحقیق را بخاک جہل فرا انباشتہ بنا براں
بکنہ گفتارہا نارسیدہ و غایت کارہا
نادیدہ غوغائے برمے انگیزند۔ و
اماں غبارِ جہالت کہ بہوائے عناد

اس سلام کے بعد جو از روئے اسلام مسنون
ہے اور کامل شوق اور اِس دُعا کے بعد
کہ آپ کا نام روشن ہو اور آپکا مرتبہ بلند ہو
یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ وہ مکتوب
جس سے محبت کی بُو آتی ہے اور جو کامل مہربانیوں
سے بھرا ہُوا ہے مع اس کتاب کے جو آنجناب
نے بھیجی تھی پہنچا۔ جس نے تازہ خوشی کے چہرہ کو
بے نقاب کر دیا اور بیحد خوشی کا موجب ہُوا۔ آپ پر
پوشیدہ نہ رہے کہ یہ خاکسار اپنی فطرت کے تقاضا
کے مطابق شروع سے ہی جھگڑوں میں پڑنے اور
مباحثات میں قدم رکھنے سے
گریزاں رہا ہے اور جہاں تک ہو سکتا ہے اپنے
آپکو بیفائدہ نزاع کے طوفان میں داخل ہونے
سے بچاتا ہے۔ اور چونکہ اکثر لوگوں کو
حرص و ہوا کی موافقت نے طلبِ حق
سے دُور رکھا ہُوا ہے۔ اور تعصّب
نے تحقیق کے راستوں پر جہالت کی
خاک ڈالی ہوئی ہے اِس لئے باتوں
کی حقیقت تک پہنچے بغیر اور کاموں کے انجام
کو دیکھے بغیر شور و غل مچاتے ہیں اور اُسی
جہالت کے غبار کو جو دشمنی کی ہوس سے

برداشته اند بسر خویش می پیچیزند۔
ورنہ ثمرہ کارہا بر نیت صحیح است۔
و دلالت کنایات ابلغ از تصریح
پوشیده نماند که درین جزوِ زمان
کسانے از علمائی وقت از فقیر مطالبہ
جواب کرده اند که ہمچو کسے را (یعنی
آنصاحب را) که باتفاقِ علماء چنین
و چناں ثابت شده است چرا نیک مرد
پنداشته اند و از چه رو در حقے حُسن ظن
داشته۔ چوں تحریر ایشاں مملو بود از
کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشاں با برق
طپشہا ہم آغوش ۔ نظر بر آنکہ
مضامین شاں بر غلیان دلہا گواه است
و بر نیّت ہر کس خدائے دانا تر آگاه
و بہ ہیچکس گمان بد بردن شیوهٔ اہلِ
صفا نیست ۔ و بے تحقیق کسی را
منافق یا مطیع نفس دانستن روا نے
فقیر را در کار شاں ہم گماں بد بردن
گراں می نمودند ۔ زیرا نکہ اگر نیّت صادق
داشته باشند غلط شاں بمشابہ خطا
فی الاجتہاد خواہد بود۔ ورنہ گوش

اُٹھائے ہوئے ہیں اپنے سر پر ڈالتے ہیں
ورنہ اعمال کا ثمرہ صحیح نیت پر موقوف ہے
اور کنایات اپنی دلالت میں تصریح سے بڑھ
رہا ہیں۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ آجکل کچھ علما
وقت نے مجھ سے جواب طلبی کی ہے کہ کیوں
ایک ایسے شخص کو (یعنی آنجناب کو
جو باتفاق علماء ایسا ویسا ثابت ہو چکا
ہے نیک مرد قرار دیتے ہیں۔ اور کس لئے
سے اُن کے ساتھ حسن ظنّی رکھتے ہیں۔
چونکہ اُن کی تحریر کامل جوش سے بھری
ہوئی تھی اور ان کے الفاظ کی ترکیب اپنے
بجلی جیسی تڑپ رکھتی تھی مگر اس خیال سے کہ
اُن کے مضامین اُن کے دلوں کے گواہ ہیں
اور ہر شخص کی نیّت خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے
اور کسی شخص پر بدگمانی کرنا نیک آدمیوں کا
طریق نہیں۔ اور بغیر تحقیق کے کسی کو منافق
یا نفس کا مطیع جاننا مناسب نہیں
اِس فقیر پر اُن کے طریق پر بدگمانی گراں
گذرتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ نیک نیت
رکھتے ہیں تو اُن کی غلطی خطائی
الاجتہاد سے مشابہ ہوگی۔ ورنہ

محبت نیوش ہر قدر کہ از رعایت
کار آنمکرم ذخیرہ آگاہی انباشت
دل اُلفت شامل زیادہ ازاں در
اخلاص افزود کہ داشت ۔ دُعاست
کہ از عنایت حق سببے بہتر پیدا آید
ساعتے نیکو روئے نماید کہ حجاب
مباعدت جسمانی و نقاب مسافت طولانی
از میان برخیزد ۔ و اگر بار سال مضمونیکہ
در جلسۂ مذاہب پیش کردہ اند مسرور
فرمایند منت باشد ۔
والسلام مع الاکرام فضائل و کمالات مرتبت
مولوی نورالدین صاحب سلام شوق مطالعہ
فرمایند و صاحبزادہ سراج الحق صاحب
نیز ۔

الراقم غلام فرید الچشتی النظامی
منمقام چاچڑاں شریف
۲۷ ماہِ شعبان المعظم ۱۳۱۴ ہجریہ نبویہ[5]

(مہر) فقیر غلام فرید خادم الفقراء

حقیقت یہ ہے کہ میرے محبت نیوش کان
جوں جوں آنمکرم کی مساعی سے آگاہی کے ذخیرہ
سے بہرہ مند ہوتے ہیں میرا محبت شعار دل اخلاص
میں اور بھی بڑھ گیا ہے کہ جو پہلے رکھتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ
سے دُعا ہے کہ کوئی سبب بہتر پیدا ہو جائے اور
مبارک گھڑی ظاہر ہو جائے کہ جس سے
جسمانی دوری کا پردہ اور فاصلہ کی لمبائی کا
نقاب درمیان سے اٹھ جائے اور اگر آپ وہ
مضمون جو جلسۂ مذاہب میں پیش فرمایا تھا میرے
پاس بھیجکر مسرور کریں تو احسان ہوگا ۔
والسلام مع اکرام فضائل اور کمالات کے مراتب رکھنے
والے مولوی نورالدین صاحب و صاحبزادہ
سراج الحق صاحب بھی سلام شوق
مطالعہ فرمائیں ۔

الراقم غلام فرید چشتی نظامی
از چاچڑاں شریف
۲۷ شعبان المعظم ۱۳۱۴ ہجری

مہر

---

[5] حضرت خواجہ صاحبؒ کا یہ خط اشارات فریدی جلد ۳ مقبوس ۵۹ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۹ پر مندرج ہے اور عبارت "واگر بار سال مضمونیکہ ... تا آخر" سہواً مندرج نہیں ہوئی ہم نے رسالہ "سراج منیر" کے ضمیمہ سے مکمل عبارت نقل کر دی ہے اور یہ خط اشارات فریدی جلد سوم میں بغیر ترتیب کے درج ہوا ہے ہم نے ترتیب کے لحاظ سے نقل کیا ہے (اشاعت)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب حضرت خواجہ صاحبؒ کا مندرجہ بالا مکتوب پہنچا جس میں کہ حضرت اقدسؑ کے مخالف علماء کا ذکر ہے اور "جلسہ مذاہب اعظم لاہور" میں پڑھا گیا مضمون طلب کیا گیا ہے تو اس کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کو ایک مبسوط خط تحریر فرمایا جو نظم و نثر دونوں پر مشتمل تھا اور اس کے ساتھ حضرت خواجہ صاحبؒ کی خواہش کے مطابق مضمون جلسہ مذاہب اعظم لاہور کے چند اوراق بھی ارسال فرمائے۔ حضرت اقدسؑ نے اس خط میں تحریر فرمایا کہ آپ نے بڑی دانائی سے بلاخوف لومۃ لائم کلمۂ حق کی تصدیق کی ہے اور یہ زمین ایسے نیک اشخاص سے خالی نہیں۔ انہیں میں سے حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ اور حضرت پیر صاحب العلم رضی اللہ عنہ (سندھ کے مشہور ولی حضرت اشہد الدین صاحبؒ جھنڈے والے پیر) بھی ہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا کہ جو میرا مضمون جلسہ مذاہب اعظم لاہور میں پڑھا گیا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے سے اطلاع دی تھی کہ یہ سب مضامین پر غالب رہیگا اور اس خوشخبری کا قبل از وقت بذریعہ اشتہار اعلان کر دیا تھا۔ چنانچہ ملک کے اخباروں اور سامعین نے ہمارے مضمون کے بالا رہنے کا اقرار کیا۔

اس خط کے منظوم حصہ میں آپؑ نے علماء اور صوفیاء کی سخت مخالفت کے باوجود حضرت خواجہ صاحبؒ کے تصدیق کرنے پر تحسین فرمائی ہے اور اپنے عقائد اور اپنے مامور من اللہ ہونیکا ذکر بہت صفائی کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا اصل خط درج ذیل ہے:-

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے جواب میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم [1] نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبی فی اللہ

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبی فی اللہ

---

[1] یہ خط اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۹۱ تا ۱۰۴ مقبوس ۴۳ اور ضمیمہ سراج منیر میں مندرج ہے۔

میاں غلام فرید صاحب کان اللہ معہ و
رضی عنہ وارضاہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اما بعد نامۂ نامی و صحیفہ گرامی
انتحار نزول فرمودہ باعث گوناگوں
مسرت ہا گردید۔ و بمقتضائی آیت کریمہ

میاں غلام فرید صاحب کان اللہ معہ و
رضی عنہ وارضاہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اما بعد بلند پایہ خط اور معزز صحیفہ نازل ہونے
کا فخر دیتا ہوا طرح طرح کی خوشیوں کا
باعث ہوا۔ اور بمقتضاء آیت کریمہ کہ

۱؎ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خط جب حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا تو اُسے دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور مضمون "جلسہ اعظم مذاہب لاہور" سُنکر بیحد مسرت کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ اشاراتِ فریدی میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ بقائہٗ ونفعنا وایاکم بلقائہٗ نے نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو قرآن شریف کی ایک منزل تلاوت کی۔ حضرت قطب الموحدین صاحبزادہ نازک کریم محمد بخش صاحب، ادامہ اللہ تعالیٰ بدوامہٖ اور دوسرے حاضرین مجلس حلقہ باندھے بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف سے ایک خط مع چند اوراق جس میں جلسہ مذاہب اعظم لاہور کے موقعہ پہ اسلام کی فتح کے متعلق مضامین تھے حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہٗ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ ان میں سے کچھ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی دیکھے۔ پھر اخوی صاحب مولوی غلام احمدؐ صاحب کو دے دیئے اور فرمایا پڑھو۔ انہوں نے پہلے جلسہ کے وہ مضامین پڑھے جو فتح اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن میں معانی قرآن شریف کے ایسے عجیب اسرار مندرج تھے کہ عقل حیران ہوتی تھی اور حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہٗ انہیں پوری توجہ کے ساتھ سُنتے رہے۔ (باقی دیکھو صفحہ ۴۲)

انی لاجد ریح یوسف لو لا ان
تفنّدون از چندیں ہزار علماء و صلحاء
بوئے آشنای از کلمات طیّبات آں
مخدوم بشمیدم ۔ شکرِ خدا کہ
ایں سرزمین ازاں مردانِ حق خالی
نیست کہ در اظہارِ کلمۃ الحق
از لومۃ ہیچ لائمے نمی ترسند ۔ و
نورے دارند از جناب احدیّت ۔ و
فراستے دارند از حضرت عزّت ۔ پس
فطرۃ صحیحہ مطہرہ ایشاں سوئے حق ایشاں
را ہمے کشد ۔ و در احقاقِ حق روح القدس
تائید شاں می فرماید ۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ

"میں یقیناً حضرت یوسفؑ کی خوشبو پاتا ہوں
خواہ تم مجھے مجنون ہی قرار دو ۔" میں نے کئی
علماء و صلحاء میں سے دوستی کی خوشبو آنمخدوم
کلمات طیبات سے سونگھی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے کہ یہ سرزمین اُن مردانِ حق سے خالی نہیں
ہے جو کلمہ حق کے ظاہر کرنے میں کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ایک نور اور دانائی رکھتے
ہیں ۔ پس اُن کی پاک اور صحیح
فطرت اُن کو حق کی طرف کھینچتی ہے
اور احقاقِ حق میں روح القدس ان کی
تائید کرتی ہے ۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ ۔ اور حضرت قطب الموحدین صاحبزادہ صاحب ادامہ اللہ تعالیٰ
بدوامہ کی طرف نظر فیض اثر فرما کر تبسم فرماتے رہے اور کبھی کبھی اس عالم
کی طرف بھی جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت گو نہ انکار رکھتا تھا تیز تیز نظر فرماتے
اور مسکراتے بھی تھے گویا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے کہ سنو! کیا ہی
پُر تاثیر کلام ہے اور کیا ہی عمدہ فصاحت و بلاغت ہے ۔ اور قرآن شریف کے معانی و اسرار کے کیسے
موتی پروئے ہوئے ہیں ۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ نے فرمایا کہ خط پڑھو پس مولوی صاحب
نے خط پڑھا ۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ بدرجہ غایت مسرور ہوئے اور حضرت خواجہ صاحب ابقاہ
اللہ تعالیٰ ببقائہ کے چہرۂ مبارک پر حد سے زیادہ خوشی اور مسرت کے نشانات ظاہر ہوئے ۔
(ترجمہ از فارسی اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۹۱)

کہ مصداق ایں امور آں مخدوم را یافتیم۔	کہ ان باتوں کا مصداق ہم نے آنجناب کو پایا ہے۔
اے برادر مکرم رجوعِ مشائخ وقت سوئے	اے برادر مکرم اس وقت کے مشائخ کا اس
ایں عاجز بسیار کم است۔ و	عاجز کی طرف بہت کم رجوع ہے اور
فتنہ ہا از ہر سو پیدا۔ پیش ازیں	ہر طرف سے فتنے برپا ہیں۔ اس سے قبل
حبّی فی اللہ حاجی منشی احمد جان صاحب[1]	حبّی فی اللہ حاجی منشی احمد جان صاحب

---

[1] حضرت صوفی حاجی منشی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی ہزارہا مریدوں کے پیر تھے اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی محبّوں میں سے تھے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے آریوں، دہریوں اور عیسائیوں کے حملوں کا ردّ کیا تو حضرت صوفی صاحبؓ موصوف نے آپ کے متعلق فرمایا ۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت صوفی صاحبؓ نے ۱۸۸۵ء میں سفرِ حج بیت اللہ شریف اختیار فرمایا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی ایک رقّت آمیز دُعا لکھکر دی کہ انہی الفاظ میں نہایت رقت اور عاجزی سے یہ دُعا کی جائے۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحبؓ ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۸۸۵ء کو میدان عرفات میں نہایت درد اور سوز اور فروتنی کے ساتھ دُعا پڑھی اور مصاحبین آمین آمین کہتے رہے۔ وہ درد انگیز اور تاریخی دُعا درجِ ذیل ہے :-

"اے ارحم الراحمین! ایک بندہ عاجز اور ناکارہ پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اُس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تُو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیّات اور گناہوں کو بخش کہ تُو غفور رحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تُو راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دُوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر۔ اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور

(باقی دیکھو صفحہ ۴۴ پر)

لدھیانوی کہ مؤلف کتاب طبّ روحانی
نیز بودند بکمال محبت و اخلاص
بدیں عاجز ارادت پیدا کردند و بعضے
مریدان نا اہل در ایشان چیزہا گفتند
کہ بدیں شیخت و شہرت کجا افتاد۔
چوں او شاں را ازاں کلمات اطلاع شد
معتقدان خود را در مجلسی جمع کردند

لدھیانوی نے جو کہ کتاب طبّ روحانی کے بھی
مؤلف ہیں اس عاجز کے ساتھ کمال محبت و
اخلاص سے مریدی کا تعلق قائم کر لیا اور انکے بعض
نااہل مرید اُن کے حق میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ
اتنی بڑی بزرگی اور شہرت رکھنے والا کہاں جا
پڑا جب اُن کو ان کلمات کی اطلاع ہوئی تو
انہوں نے اپنے معتقدین کو ایک مجلس میں اکٹھا کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳ - اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اُٹھا۔
اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کیلئے تُو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس
خدمت کیلئے تُو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اُسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک
پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجتِ اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو
اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور
مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظلّ حمایت میں رکھ
کر دین و دنیا میں آپ اُن کا متکفّل اور متولّی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا
اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود
وسلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین۔
حضرت صوفی صاحبؓ حج سے واپس لدھیانہ آئے اور تیرہ ۱۳ دن بیمار رہ کر ۱۹ ربیع الاوّل
۱۳۰۳ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں نماز جنازہ غائب ادا کی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پہلی بار بیعت لی تو اس مقدس اور بابرکت تقریب کے لئے حضرت صوفی صاحب
لدھیانویؓ ہی کا مکان منتخب فرمایا جو دارالبیعت کے نام سے موسوم ہوا۔ (شاہد)

وگفتند کہ حقیقت اینست کہ
چیزے دیدیم کہ شما نمی بینید
پس اگر از من قطع تعلق میخواھید
بسیار خوب است۔ مرا خود پروائے
این تعلق ہا نماندہ ۔ از سخن شان
بعضے مریدانِ اہلِ دل بگریستند
و اخلاصے پیدا کردند کہ پیش ازاں
نیز نمی داشتند۔ و مرا وقت
ملاقات گفتند کہ عجب کاریست
کہ مرا افتادہ کہ من قصدِ مصمّم
کردہ بودم کہ اگر مرا می گزارند
من ایشاں را گذارم ۔ لیکن امر
برعکس آں پدید آمدہ ۔ و قسم خوردند
کہ اکنوں باں خدمتہا پیش می آیند
کہ قبل ازیں ازاں نشانے نبود۔
ایں بزرگ مرحوم چوں بعد از مراجعت
حج وفات کردند۔ اعزّہ و وابستگان
خود را بار بار ہمیں نصیحت نمودند
کہ بایں عاجز تعلق ہائے ارادت داشتہ
باشید و وقت عزیمت حج مرا نوشتند
کہ مرا حسرتہاست کہ من زمانِ شما

اور فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ایک ایسی
چیز دیکھی ہے جو تم کو نظر نہیں آتی پس
اگر مجھ سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو تو
بہت خوب ہے ۔ مَیں خود ان تعلقات کی
پرواہ نہیں رکھتا۔ اُن کی اِس بات سے
بعض اہل دل مرید رو پڑے اور ایسا
اخلاص پیدا کر لیا جو پہلے بھی نہ
رکھتے تھے ۔ اور ملاقات کے وقت
انہوں نے مجھے کہا کہ عجب قسم کا واقعہ
مجھے پیش آیا ہے ۔ مَیں نے تو پختہ ارادہ
کر لیا تھا کہ اگر وہ مجھ کو چھوڑتے ہیں
تو مَیں اِن کو چھوڑ دونگا۔ مگر معاملہ اس کے
برخلاف ظاہر ہُوا ہے اور انہوں نے قسم کھائی
اب وہ ایسی خدمات سے پیش آتے ہیں کہ
پہلے جن کا کوئی نشان نہ تھا۔ یہ بزرگ
مرحوم جب حج سے واپس آکر فوت
ہوئے تو اپنے عزیزوں اور تعلقداروں کو بار بار
یہی نصیحت کرتے رہے کہ اس عاجز
(حضرت اقدسؑ) کے ساتھ مریدی کا تعلق قائم
رکھیں اور حج کے ارادہ کے وقت مجھ کو
لکھا کہ مجھ کو حسرتیں ہیں کہ مَیں نے آپ کا بہت

بسیار کمتر یافتم و عمرے گرد این و آں برباد رفت۔ و فرزنداں و ہمہ مرداں و زناں کہ اعزّۂ شاں بودند بوصیت شاں عمل کردند۔ و خود را در سلک بیعت ایں عاجز کشیدند۔ چنانچہ از روزگارے دراز فرزندانِ آں بزرگ سکونت لدھیانہ را ترک کردہ اند و مع عیال خود نزد من در قادیان می مانند۔ شخصے دیگر پیر صاحب العلم است[1]

کم زمانہ پایا ہے اور ساری عمر ادھر اُدھر کی باتوں میں برباد ہو گئی اور اُنکے فرزندوں اور تمام آدمیوں اور مستورات نے جو انکے رشتہ دار تھے انکی وصیت پر عمل کیا اور اپنے آپکو اِس عاجز کی بیعت کے رشتہ میں کھینچ لائے۔ چنانچہ بہت عرصہ سے اِس بزرگ کے فرزندوں نے لدھیانہ کی سکونت ترک کر دی ہے اور میرے پاس اپنے بال بچوں سمیت قادیان میں سکونت رکھتے ہیں اور دوسرے بزرگ پیر صاحب العلم (یعنی جھنڈے والے پیر)

---

[1] **پیر صاحب العلم کی شہادت** حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکتوب میں پیر صاحب العلم کے جس خط کا ذکر فرمایا ہے اُس کی عبارت یہ ہے:—

"انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرك وقلت بیّن لی یارسول اللہ اھو کاذب مفتری او صادق۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ صادق و من عند اللہ۔ فعرفت انك علی حق مبین۔ و بعد ذالك لا نشك فی امرك ولا نرتاب فی شانك و نعمل کما تامر فان امرتنا ان اذھبوا الی بلاد امریکۃ فانا نذھب الیھا وما تکون لنا خیرۃ فی امرنا وستجدنا ان شاء اللہ من المطاوعین۔" یعنی مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ کشف میں دیکھا۔ پس مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص

(باقی ص۴۷ پر)

رسند کہ برائے من خواب دیدند
و درباره من از آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در مجلسی عظیم شہادت دادند

ہیں کہ انہوں نے میرے متعلق خواب دیکھا۔
اور میری بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے ایک بڑی مجلس میں گواہی دی

صفحہ ۴۶

بقیہ حاشیہ - جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے
یا صادق ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے
اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب
بعد اس کے ہم آپ کے امر میں شک نہیں کرینگے اور آپ کی شان میں ہمیں
کچھ شبہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کرینگے۔ پس اگر
آپ یہ حکم فرمائیں کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم
نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ آپ ہمیں فرمانبردار پائینگے"
حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-
"انہوں نے عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لیکر تمام حاضرین
کو بلند آواز سے سُنا دیا کہ میں انکو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں۔
اور ایسا ہی مجھے کشف کی رُو سے معلوم ہوا ہے۔ اور اُن کے صاحبزادہ
صاحب نے کہا کہ جب میرے والد صاحب تصدیق کرتے ہیں تو مجھے بھی
انکار نہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۹-۶۰)

غیر ممالک میں تبلیغ اسلام۔ حضرت پیر صاحب العلمؒ نے یہ بات اپنے خط میں تحریر فرمائی
ہے کہ اگر آپ ہمیں امریکہ جانے کا حکم فرمائیں تو ہم وہاں جانے کیلئے بھی تیار ہیں۔ اِس کا
پس منظر یہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغی خط وکتابت سے امریکہ
کے مشہور صحافی اور سیاسی درک رکھنے والے مسٹر الگزنڈر ویب مسلمان ہو گئے اور انکے اسلام

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

وسوئے من آں مکتوب نوشتند۔ کہ در ضمیمۂ انجام آتھم از نظر آنمکرم گذشتہ باشد۔ اما ہنوز

اور میری طرف وہ خط لکھا جو ضمیمہ انجام آتھم میں آنمکرم کی نظر سے گذرا ہوگا۔ اور اس عاجز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ ۔ کے متعلق ہندوستان میں خوب چرچا ہوا۔ اور غیر ممالک میں تبلیغ اسلا
کا شوق رکھنے والے مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ جس وقت مسٹر وب حک
حکومت امریکہ کی طرف سے "منیلا" میں سفیر تھے اُن کے پاس میمن قوم کے تاجر حاجی عبداللہ عرب
پہنچے اور مسٹر وب صاحب کو اپنی ملازمت سے مستعفی ہو کر امریکہ میں تبلیغ اسلام کے
رضامند کر آئے۔ پھر اُن کو ہندوستان بلا کر مشہور مشنری مولانا حسن علی صاحب کی معی
میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کیلئے چندہ جمع کیا۔ یہ وف
جب لاہور آیا تو مسٹر وب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرنے کی
قادیان جانا چاہا۔ مگر وفد نے کہا کہ مرزا صاحب کی ملاقات سے ہمارے چندہ جمع کرنے
حرج واقع ہوگا۔ کیونکہ علماء اُن کے خلاف کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ بہر حال اُس و
نے تقریباً تیس ۳۰ ہزار روپیہ جمع کیا۔ جس میں سولہ ۱۶ ہزار حاجی عبداللہ عرب کا تھا۔ او
وب نے امریکہ جا کر تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مگر جن لوگوں نے چندہ دینے کا وعد
تھا بعد میں ادا نہ کیا اور مسٹر وب صاحب کا مشن ناکام ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ مولانا حسن
صاحبؓ (جو اس وقت تک جماعت احمدیہ میں شامل نہ ہوئے تھے اور اس مشن کے سرگرم
تھے) اس واقعہ کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"جب حاجی عبداللہ عرب صاحب چندہ کے فراہم نہ ہونے سے سخت
بے چینی میں مبتلا ہوئے تو اپنے پیر کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت
سید رشید الدین صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ حضرت پیر صاحب

(باقی صفحہ ۴۹ پر)

...عت این عاجز بداں تعداد نرسیدہ بر من خدائے من عدد آں مکشوف ...یدہ بود۔ میدانم کہ تا اکنوں جماعت

جماعت بھی اس تعداد تک نہیں پہنچی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کی گئی ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔

حاشیہ ۳۸ ۔ نے استخارہ کیا۔ معلوم ہوا کہ انگلستان اور امریکہ میں حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب کے رُوحانی تصرفات کی وجہ (سے) اشاعت ہو رہی ہے۔ ان سے دُعا منگوانے سے کام ٹھیک ہوگا۔ دوسرے دن حاجی صاحب کو پیر صاحب نے خبر دی۔ اِس پر حاجی صاحب نے بیان کیا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی علماء پنجاب و ہند نے تکفیر کی ہے۔ اُن سے کیونکر اس بارہ میں کہا جائے۔ اِس بات کو سُنکر شاہ صاحب نے بہت تعجب کیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور استخارہ کیا۔ خواب میں جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور حضور نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد اِس زمانہ میں میرا نائب ہے وہ جو کہے وہ کرو۔ صبح کو اُٹھ کر شاہ صاحب نے کہا۔ کہ اب میری حالت یہ ہے کہ میں خود مرزا صاحب کے پاس چلونگا۔ اور اگر مجھ کو امریکہ جانے کو کہیں تو میں جاؤنگا۔ جبکہ حاجی عبد اللہ عرب اور دوسرے صاحبوں نے خواب کا حال سنا اور پیر صاحب کے ارادہ سے واقف ہوئے تو مناسب نہ سمجھا کہ پیر صاحب خود قادیان جائیں۔ سب نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ آپ کی طرف سے کوئی دوسرے صاحب حضرت مرزا صاحب کے پاس جا سکتے ہیں۔ چنانچہ پیر صاحب کے خلیفہ عبد اللطیف اور حاجی عبد اللہ عرب صاحب قادیان گئے۔ اور سارا قصہ بیان کرکے خواستگار ہوئے کہ حضرت اقدس اِس طرف متوجہ ہوں تاکہ اشاعت اسلام کا کام

(باقی دیکھو صفحہ ۵۰ پر)

من از ہشت ہزار دو سہ (صد) کم (سہو کاتب) یا زیادہ خواہد بود۔	اب میری جماعت کی تعداد آٹھ ہزار سے دو تین صد کم یا زیادہ ہوگی۔
سلسلہ الٰہیہ اے مخدوم و مکرم! ایں سلسلہ	اے مخدوم و مکرم! یہ سلسلہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹ - امریکہ میں عمدگی سے چلنے لگے"

(تائید حق صفحہ ۸۵، ۸۶)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا، ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملیگا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۱۵ / ۵۱۶)

سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے انفاس قدسیہ اور برکاتِ روحانیہ اور مساعی اور اشاعتِ لٹریچر کے ذریعہ سے آپ کی حیاتِ مبارک میں ہی مغربی ممالک میں اسلام

(باقی بر صفحہ ۵۱)

سلسلۂ خداست و بنائے است از
دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے عجائب
می نماید او از کار و بار خود پرسیدہ

ایک الٰہی سلسلہ ہے اور قادر مطلق نے اپنے
ہاتھ سے اسکی بنیاد رکھی ہے جو کہ ہمیشہ عجیب
عجیب کام دکھایا کرتا ہے۔ وہ اپنے کاروبار پر پوچھا

بقیہ حاشیہ ۔ شروع ہوگیا تھا۔ بعد ازاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظم کوششوں اور جماعت احمدیہ کی مسلسل قربانیوں اور احمدی مبلغین کی رات دن کی خدمات سے یورپ اور امریکہ بلکہ ساری دنیا میں اب سینکڑوں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ تقریباً ہر ملک میں اسلامی مشن قائم ہیں۔ مختلف زبانوں میں اب قرآن مجید کے تراجم اور تفسیر اور دیگر علوم پھیل رہے ہیں۔ مساجد اور دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور عیسائی پادری میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور کامیابی کا اعتراف اپنے اور بیگانے سبھی کرتے ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو جائیگی اور رات دن حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائیگا۔ اور سب ملکوں کے رہنے والے ایک ہی خدا ایک ہی رسول اور ایک ہی الٰہی کتاب کو ماننے والے ہونگے۔ اور جس طرح خدا کی بادشاہی آسمان پر ہے اسی طرح زمین کے چپہ چپہ پر قائم ہو جائیگی اور دنیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لے گی کہ:۔

"نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف چڑھیگا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگیگا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت کے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۵۵ پر)

نمی شود کہ چرا چنیں کردی۔ مالک نہیں جا سکتا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔
است ہر چہ خواہد میکند از خوف ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس کے
او آسمان و زمیں می جنبد و از سے آسمان و زمین کانپتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ - قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلیگی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دیگا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نُور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(الاشتہار مستیقناً بوحی اللہ القہار مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

حضرت اقدس علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

تصرف پیر صاحب العَلَم کی ایک اور شہادت :- جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب

(باقی ص۵۳ پر)

ت او ملائک می لرزند - و مرا
در الہام آدم نام نہادہ - وگفت
ن ان استخلف فخلقت آدم

فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہیں۔ اور الہام میں
اُس نے میرا نام آدم رکھا ہے اور فرمایا میں نے
ارادہ کیا کہ میں ایک خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو پیدا

---

*حاشیہ صفحہ ۵۲ - آف بمبئی تحریر فرماتے ہیں :-

"میں ۱۸۹۳ء میں پنجاب کے اردو اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مضامین دیکھ کر اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ صاحب مدعی مہدویت و مسیحیت کون ہے - اُن کی تعلیم کیا ہے - اُن کا دعویٰ کیا ہے کہ سچ مچ وہ مہدی آخر الزمان اور مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا اخبارات میں محض دشمنی سے ایسے مضامین لکھ رہے ہیں - پہلے میں نے زبانی طور سے اپنے حلقہ احباب میں تحقیق اور تفتیش شروع کی - مگر پھر خیال آیا کہ زبانی باتوں سے تسلی نہیں ہوگی بہتر ہے کہ ان کی تصنیفات دیکھوں - اس لئے براہین احمدیہ سے لیکر آئینہ کمالات اسلام تک کی تمام تصنیفات بذریعہ وی پی منگوا کر پڑھیں لیکن ان کتابوں کے پڑھنے میں سستی اور غفلت کی وجہ سے ڈیڑھ دو سال کا عرصہ گذر گیا - آخر دل نے گواہی دی کہ یہ شخص سچا ہے - اس کے بعد اپنی قوم میمن سنگھار کچھی کے ایک پیشوا جن کے سلسلہ بیعت میں میرے والد صاحب اور میرے دوسرے بزرگ رشتہ دار مسلمان بھی قریب دو لاکھ اشخاص اُن کے مرید تھے اور میں بھی اپنی پندرہ سولہ سال عمر میں اُن سے مل چکا تھا - وہ بمبئی میں ہر سال قریباً آیا کرتے تھے اور "پیر سائیں جھنڈے والے" کے نام سے مشہور تھے - ۱۸۹۵ء کے آخر اور ۱۸۹۶ء کے اوائل میں میں نے ایک خط بزبان فارسی ان کو لکھا کہ ہم تو دنیا دار ہیں اور روحانی آنکھوں سے

(باقی بر صفحہ ۵۴)

چرا کہ من دانست کہ من نیز مورد
اعتراض اتجعل فیہا من یفسد فیہا
خواہم گردید

کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میں بھی اتجعل
فیہا من یفسد فیہا (یعنی کیا تو زمین میں ایسا
مخلوق بنائیگا جو اس میں فساد کریگی) کے اعتراض کا

بقیہ حاشیہ ۵۳ - اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور راہنما ہیں - اور
صاحب بصیرت ہیں - لہٰذا آپ حلفاً جواب دیں کہ یہ مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی مدعیٔ مہدویت و مسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر
آپ نے کوئی جواب نہ دیا تو ہماری گمراہی کا وبال بھی آپ کے سر ہوگا ؟
اس کا جواب بعد القاب و آداب سوال مستفسرہ کے بارے میں انہوں نے
مجھے لکھا :-

" ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین نماز مغرب و عشاء ہم اپنے
مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر الٰہی کیا کرتے ہیں - ایک روز اس
حلقہ میں بحالت کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا
تو ہم نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون
ہے ؟ تو آپ نے جواب دیا - " از ماست " یعنی ہماری طرف سے ہے
ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے
کلام نہیں کرتے اور سو جاتے ہیں - یہی سنتِ رسولؐ ہے - ایک دن
خواب میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہم نے سوال
کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص پر کفر کے فتوے لگائے ہیں اور
اس کو جھٹلاتے ہیں - تو آپ نے فرمایا - " در عشقِ ما دیوانہ شدہ است "
یعنی وہ ہمارے عشق میں دیوانہ ہے - ہمارا سلسلہ تہجد گذار ہے

(باقی بر صفحہ ۵۵)

پس ہر کہ مرا مے پذیرد فرشتہ
ست نہ انسان و ہر کہ مرا می پیچد
ابلیس است نہ آدمی - ایں قول
خدا گفتہ نہ من - فطوبیٰ
للذین احبونی وما عادونی

بنایا جاؤنگا - پس ہر وہ شخص جو مجھے قبول کرتا
ہے وہ فرشتہ ہے نہ کہ انسان۔ اور ہر وہ شخص جو مجھ
سے سرپھیرتا ہے وہ ابلیس ہے نہ کہ آدمی - یہ بات
خدا تعالیٰ نے کہی ہے نہ کہ میں نے - پس خوشحالی ہو
اُن لوگوں کیلئے جو میرے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور دشمنی

حاشیہ صفحہ ۵۴ - اس لئے ہم روزانہ رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں اور
بعد نماز تہجد کروٹ پر لیٹے رہتے ہیں اور اُسی وضو سے صبح کی
نماز پڑھتے ہیں کہ یہ بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
ایک دن اُسی کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت
ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو ہم نے آپؐ کا
دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو سارا ہندوستان
چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ تو آپؐ نے
بڑے جلال میں تین بار دہرا کر فرمایا۔ ھُوَ صَادِقٌ ھُوَ صَادِقٌ
ھُوَ صَادِقٌ (یعنی وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے) یہ ہے گواہی
جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپکی قسم سے سبکدوش ہوئے۔ ماننا نہ ماننا
آپ کا کام ہے۔" دستخط رشید الدین صاحب العلم

اس کے بعد جولائی یا اگست ۱۸۹۶ء میں میں نے حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریری بیعت کرلی۔ خاکسار سیٹھ اسمٰعیل آدم از بمبئی"
(منقول از روزنامہ الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

و صافونی و ما اذونی و قبلونی و ما ردّونی ۔ اولئک علیھم صلوٰت اللہ و اولئک ھم المھتدون

و آنچہ آں مخدوم نقل مضمون جلسۂ مذاہب طلب کردہ بودند ۔ پس

نہیں رکھتے اور میرے ساتھ محبّت کا تعلق قائم کرتے اور مجھے دُکھ نہیں دیتے اور مجھے قبول کرتے ہیں اور نہیں کرتے ۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ ... ہیں اور وہی لوگ ہیں جو کہ ہدایت یافتہ ... اور یہ کہ آنمخدوم نے جلسۂ مذاہب کے مضمون کی نقل طلب کی ہے ۔ پس اس میں تو ...

لے کانفرنس جلسہ اعظم مذاہب لاہور :- جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مضمون پڑھا گیا تھا اُس کی حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے خط میں طلب فرمائی تھی ۔ اس کے متعلق واضح ہو کہ سوامی سادھو شوگن چندر نے پہلے ۱۸۹۲ء میں اجمیر شریف ایک مذہبی کانفرنس بُلائی تھی ۔ پھر دوسری کانفرنس لاہور میں منعقد کرنے کا انتظام کیا اور اُس کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس نے کانفرنس میں پانچ سوالوں کے جوابات کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی ۔ وہ پانچ سوالات مندرجہ ذیل تھے

(۱) انسان کی جسمانی اخلاقی اور رُوحانی حالتیں ۔

(۲) انسان کی دنیوی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ ۔

(۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے

(۴) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے ؟

(۵) علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں ؟

اس کانفرنس کیلئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں مقررہ ہوئیں ۔ اور اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مضامین سُنائے :- اسلام ۔ سناتن دھرم ۔ تھیوسافیکل سوسائٹی ۔ آریہ سماج ۔ فری تھنکر ۔ سکھ

(باقی بر صفحہ ۵۷)

و صافونی و ما اذدنی و قبلونی و ما ردّونی - اولئک علیهم صلوٰت الله و اولئک هم المهتدون و آنچه آن مخدوم نقل مضمون جلسۂ مذاہب[۱] طلب کردہ بودند - پس

نہیں رکھتے اور میرے ساتھ محبت کا تعلق قائم کرتے اور مجھے دُکھ نہیں دیتے اور مجھے قبول کرتے ہیں اور رد نہیں کرتے - یہ وہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی ... ہیں اور وہی لوگ ہیں جو کہ ہدایت یافتہ ہیں اور یہ کہ آنمخدوم نے جلسۂ مذاہب کے مضمون کی نقل طلب کی ہے - پس اس میں توقف

۱؎ کانفرنس جلسہ اعظم مذاہب لاہور :- جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مضمون پڑھا گیا تھا اُس کی حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے خط میں نقل طلب فرمائی تھی - اِس کے متعلق واضح ہو کہ سوامی سادھو شوگن چندر نے پہلے ۱۸۹۲ء میں بمقام اجمیر شریف ایک مذہبی کانفرنس بلائی تھی - پھر دوسری کانفرنس لاہور میں منعقد کرنے کا انتظام کیا اور اُس کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس نے کانفرنس میں پانچ سوالوں کے جوابات کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی - وہ پانچ سوالات مندرجہ ذیل تھے

(۱) انسان کی جسمانی اخلاقی اور رُوحانی حالتیں -
(۲) انسان کی دنیوی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ -
(۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟
(۴) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے ؟
(۵) علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں ؟

اِس کانفرنس کیلئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں مقرر ہوئیں - اور اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مضامین سُنائے :-
اسلام - سناتن دھرم - تھیوسافیکل سوسائٹی - آریہ سماج - فری تھنکر - سکھ

(باقی بر صفحہ ۵۷)

سببِ توقف این شد کہ من منتظر بودم کہ جزئے از مضمون مطبوعہ نزدم رسد تا بخدمت بفرستم چنانچہ امروز یک حصہ ازاں رسید کہ بخدمت روانہ میکنم

پیدا ہونیکا یہ سبب ہوا کہ میں منتظر تھا کہ میرے پاس چھپے ہوئے مضمون کا کچھ حصہ پہنچے تاکہ میں آنجناب کی خدمت میں روانہ کردوں۔ چنانچہ آج اُس کا ایک حصہ پہنچا جو آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔

بقیہ حاشیہ ۵۶ - ہارمونیکل سوسائٹی - برہمو سماج اور عیسائیت وغیرہ کانفرنس منعقد ہونے سے قبل سوامی سادھو شوگن چندر صاحب قادیان آئے۔ اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں اس کانفرنس میں مضمون پڑھنے کی درخواست کی۔ اگرچہ آپؑ کی طبیعت علیل تھی مگر آپ نے لیٹے لیٹے ہی قلم برداشتہ مضمون لکھنا شروع کر دیا۔ جب آپ مضمون لکھ چکے تو اللہ تعالٰی کی طرف سے الہام ہوا "مضمون بالا رہا"۔ آپ نے قبل از وقت اس عظیم الشان خوشخبری کو ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک اشتہار میں شائع فرما دیا جب آپ کا مضمون حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا تو جلسہ کے منتظمین اور بڑے بڑے مفکرین اور ملکی اخبارات نے تسلیم کیا کہ آپ ہی کا مضمون تمام مضامین پر غالب رہا۔ اور اللہ تعالٰی کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان سے پوری ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

یہ مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے اردو۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ جرمنی۔ ڈچ۔ ہسپانوی۔ برمی۔ چینی۔ سنہیلی۔ سواحلی اور بہاری وغیرہ مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں تمام ملکوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اسے دنیا کے بڑے بڑے مدبرین اور مستشرقین اور علماء اسلام نے بیحد سراہا اور ہزاروں لوگ اس کے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ اور ہر دن اس مضمون کی شان بڑھتی رہتی ہے۔ اللھم زد فزد۔ منہ

و ہم چنیں آئندہ نیز بطور یکہ وقتاً
فوقتاً می رسد۔ انشاء اللہ تعالےٰ
بخدمت روانہ خواہم کرد۔ و
قبولیتِ ایں مضمون ازیں ظاہر است
کہ اخبارہائے سرکاری کہ بہر خبرے
سروکارے ندارند و صرف آں اخبار
را مے نویسند کہ عظمتے داشتہ باشند
تعریفِ آں مضمون بنحوی کردہ اندکہ
تا حدِّ اعجاز رسانیدہ اند۔ چنانچہ
سول ملٹری می نویسند کہ چوں ایں
مضمون خواندہ شد۔ بر ہمہ مردم عالم
محویت طاری بود و بالاتفاق نوشتند
کہ بر ہمہ مضامین ہمیں غالب آمد
بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامینے بہ نسبت
آں چیزے نہ بودند۔ پس ایں فضل
خدا است کہ پیش ازیں واقعہ از الہام
خود مرا اطلاع نیز داد۔ و من نیز پیش
از وقت آں الہامِ الٰہی را بذریعہ اشتہار[1]

اور اسی طرح آئندہ بھی وقتاً فوقتاً
میرے پاس پہنچتا رہا تو میں آپ کی خدمت
میں ارسال کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اور اس مضمون کی مقبولیت اس بات سے ظاہر ہے
کہ سرکاری اخبار جو کسی معمولی خبر کے ساتھ سروکار
نہیں رکھتے اور محض انہی خبروں کو لکھتے ہیں جن کی
کوئی عظمت ہوتی ہے۔ انہوں نے اس
مضمون کی تعریف اس رنگ میں کی ہے کہ اس
کو حدِّ اعجاز تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ
سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ جب یہ
مضمون پڑھا گیا تو تمام لوگوں پر محویت
کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ اور اخبار والوں نے
متفقہ طور پر لکھا کہ تمام مضامین پر یہی مضمون
غالب رہا بلکہ لکھا کہ دوسرے مضامین اس کے مقابلہ
پر کچھ چیز ہی نہ تھے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا
فضل ہے۔ اس نے مجھے اپنے الہام اور کلام کے
ذریعہ اطلاع دی تھی اور قبل از وقت میں نے
اللہ تعالیٰ کی اس خبر کو بذریعہ اشتہار مشتہر

---

[1] سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خط میں جس اشتہار کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ بعنوان
"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک خوشخبری" حسبِ ذیل ہے :-

(دیکھو بر صفحہ ۵۹)

مشتہر کردم۔ پس عظمت این واقعہ نورٌ علیٰ نور شد۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کر دیا تھا۔ پس اِس واقعہ کی عظمت نورٌ علیٰ نور ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بقیہ حاشیہ ۵۸۔ " جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء
کو ہوگا اُس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں
پڑھا جائیگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے
ایک نشان اور خاص اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اور اِس میں قرآن شریف کے
وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت
یہ خدا کا کلام اور ربّ العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر
تک پانچوں سوالوں کے جواب سُنیگا مَیں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اُس میں
پیدا ہوگا اور ایک نیا نُور اس میں چمک اُٹھیگا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک
جامع تفسیر اُس کے ہاتھ میں آجائیگی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف
وگزاف کے داغ سے منزّہ ہے۔ مجھے اِس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اِس اشتہار
کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حُسن وجمال کا مشاہدہ کریں۔
اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کسقدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور
نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ
وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا اور اِس میں سچائی اور حکمت اور معرفت
کا وہ نُور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک
سُنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہ ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال
دکھلا سکیں۔ خواہ عیسائی ہوں خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا
تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اُس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔

(باقی بر صفحہ ۶۰)

و آنچہ آں مخدوم دربارہ شکوہ شکایت علماء ارقام فرمودہ اند دریں باب چہ گویم و چہ نویسم مقدمۂ من و ایشاں بر آسمان است پس اگر من کاذبم و در علم حضرت باری عزاسمہٗ مفتری

اور جو کچھ آنمخدوم نے علماء کے شکوہ شکایت کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے اس کے متعلق میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ میرا اور ان کا مقدمہ آسمان پر ہے۔ پس اگر میں جھوٹا ہوں اور اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کے علم میں مفتری ہوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۔ میں نے کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا۔ اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا۔ اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا بلند آواز سے بولا۔ اللہ اکبر۔ خَرِبَتْ خَیْبَر اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے۔ جو جائے نزول و حلول انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں۔ اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور بدعت کی ملونی ہے۔ اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائیگا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائیگی۔ جب تک کہ وہ اپنا دائرہ پورا نہ کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔ انّ اللہ معک انّ اللہ یقوم اینما قمت یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج کر کے بھی ان معارف کو سننے کے لئے ضرور

(باقی صفحہ ۶۱ پر)

دعویٰ من کذب و خیانت و دجلے است دریں صورت از خدا دشمن تر در حق من کسے نیست وجلد تر مرا از بیخ خواہد برکند و جماعتِ مرا متفرق خواہد ساخت - زیرا نکہ	اور میرا دعویٰ جھوٹ اور خیانت اور دجل پرمبنی ہے تو اس صورت میں خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ اور جلد ہی میری جڑھ اکھیڑ کر پھینک دیگا۔ اور میری جماعت کو منتشر کر دے گا۔ کیونکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ - بمقام لاہور تاریخ پر جلسہ پر آویں کہ اُن کی عقل و ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہونگے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہونگے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۷ر دسمبر ۱۸۹۶ء

اسجگہ ہم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیکچر سے متعلق صرف ایک اخبار کی رائے درج کرتے ہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی رقمطراز ہیں کہ:-

"ان لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی رُوحِ رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔ ۲۷ر دسمبر قریباً چار گھنٹے اور ۲۹ر دسمبر کو دو گھنٹے تک ہوتا رہا۔ کل چھ گھنٹے میں یہ لیکچر تمام ہوا۔ جو حجم میں سو صفحے کلاں تک ہوگا۔ غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دو بارہ پڑھنے کیلئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب

(باقی بر صفحہ ۶۲)

او مفتری را ہرگز بحالت امن نمی گذارد
ولیکن اگر من از و واز طرف او ہستم
وبحکم او آمدم و ہیچ خیانتے در
کاروبارِ خود ندارم پس شک نیست
کہ او ز آنساں تائید من خواہد کرد
کہ از قدیم در تائید صادقاں سنّتِ
او رفتہ است - واز لعنت ایں مردم

وہ مفتری کو ہرگز امن کی حالت میں نہیں
لیکن اگر میں اُس سے اور اُس کی طرف سے ہو
اور اُسکے حکم سے آیا ہوں اور اپنے کاروبار
کوئی خیانت نہیں رکھتا پس اسمیں کوئی شُ
نہیں کہ وہ اُسی طرح میری مدد کرے گا
جس طرح سے صادقوں کی مدد کرنا اُسکی
چلی آتی ہے - اور میں ان لوگوں کی لعنۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٦١ - بھی نہیں تھے - عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم پیش کیا - اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے ہی تھے جو بولتے تو بہت تھے مگر اس میں جاندار بات کوئی بھی نہیں تھی بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو ان سوالات کا علیحدہ علیحدہ اور مفصّل و مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سُنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا -

ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے - لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے - مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور عام بڑے بڑے اصول و فروعاتِ اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہینِ فلسفہ کے ساتھ بہترین مزیّن کیا - پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے فلسفہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلامِ الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان رکھتا تھا -

نمی ترسم لعنت آں است که از
آسمان بارد و چوں از آسمان لعنت
نیست پس لعنتِ خلق امریست سہل
که ہیچ راستبازے ازاں محفوظ نمانده
لیکن برائے آں مخدوم بحضرت عزّت

نہیں ڈرتا۔ لعنت وہ ہے جو آسمان سے
آتی ہے۔ اور جب آسمان سے لعنت نہ ہو
تو مخلوق کی لعنت آسان بات ہے کہ
کوئی صادق اِس سے محفوظ نہیں رہا۔
لیکن آنمخدوم کے لئے میں اللہ تعالیٰ کے حضور

بقیہ حاشیہ صـ۶۲ ۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ
قرآنی کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر
بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بیشمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی
چمک رہے تھے۔ اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب
ششدر ہو گئے تھے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا
صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش
ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اِس طرح آ آ کر گری جیسے شہد
پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے
بیٹھے اُٹھ جاتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لیکچر بالکل معمولی تھا وہی مُلّائی خیالات
تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے ہیں۔ اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی
اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے لیکچر کے وقت کئی شخص اُٹھ کر
چلے گئے تھے۔ مولوی صاحب ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے چند
منٹ زائد کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔"

(اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی مطابق یکم فروری ۱۸۹۷ء)

دعا میکنم کہ محض از سعادت فطرت
خود ذب مخالفانِ این عاجز کردہ اند
پس اے عزیز! خدا با تو باشد
و عاقبت تو محمود باد - جزاک اللہ
خیرا لجزاء و احسن الیک فی
الدنیا والعقبیٰ و کان معک
اینما کنت وادخلک اللہ
فی عبادہ المحبوبین آمین ثم
آمین آمین -

دعا کرتا ہوں کہ آپ نے محض اپنی فطرتی نیکی
وجہ سے اس عاجز کے مخالفوں کا خود دفاع
کیا ہے - پس اے عزیز! خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو
اور آپکا انجام بخیر ہو - اللہ تعالیٰ آپکو بہتر
عطا فرمائے - اور دنیا و آخرت میں آپ پر
احسان کرے - اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ
کی معیت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ آپ
اپنے محبوب بندوں میں داخل کرے آ
ثم آمین - آمین -

اے فرید وقت در صدق و صفا ٭ با تو باد آں رُو کہ نامِ او خدا[1]

اے صدق و صفا میں اس زمانہ کے یگانہ انسان - تیرے ساتھ وہ ذات ہو جس کا نام خدا ہے

بر تو بارد رحمتِ یارِ ازل ٭ در تو تابد نورِ دلدارِ ازل

تجھ پر اس یارِ قدیم کی رحمتوں کی بارش ہو اور تجھ میں اس محبوبِ ازلی کا نور چمکتا

از تو جانِ من خوش است اے خوش خصال ٭ دیدہ ام مردے دریں قحط الرجال

اے نیک خصلت انسان تجھ سے میری جان راضی ہے اس قحط الرجالی میں میں نے تجھکو ہی ایک

در حقیقت مردمِ معنی کم اند ٭ گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

در اصل مطلب کو سمجھنے والے انسان کم ہوتے ہیں اگرچہ دیکھنے میں سب آدمی ہی نظر

اے مرا روئے محبت سوئے تو ٭ بوئے اُنس آمد مرا از کوئے تو

اے وہ کہ میری محبت کا رُخ تیری طرف ہے مجھے تیرے کوچہ سے اُنس کی خوشبو

---

[1] اس نظم کا اردو ترجمہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی "مترجم درثمین فارسی" سے نقل

کس ازیں مردم بما روئے نکرد ؛ ایں نصیبت بود اے فرخندہ مرد
اِن لوگوں میں سے کسی نے بھی ہماری طرف رُخ نہ کیا اے نیک نصیب انسان! یہ بات تیری ہی قسمت میں تھی
ہر زماں با لعنتے یادم کنند ؛ خستہ دل از جور و بیدادم کنند
یہ لوگ تو ہر وقت مجھے لعنت سے یاد کرتے ہیں اور جور و بیداد سے خستہ دل کرتے ہیں
کس بچشم یار صدیقے نہ شد ؛ تا بچشم غیر زندیقے نہ شد
یار کی نظر میں کوئی شخص صدیق قرار نہیں پاتا جب تک کہ وہ غیروں کی نظر میں زندیق نہیں ہوتا
کافرم گفتند و دجّال و لعیں ؛ بہر قتلم ہر لئیمے در کمیں
انہوں نے مجھے کافر و دجّال اور لعنتی کہا اور ہر کمینہ میرے قتل کیلئے گھات میں بیٹھ گیا
بنگر ایں بازی کناں را چوں جہند ؛ از حسد بر جانِ خود بازی کنند
اِن بازی گروں کو دیکھ کہ کیسے اچھلتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حسد کی وجہ سے اپنی جانوں کے ساتھ کھیلتے ہیں
مومنے را کافرے دادن قرار ؛ کارِ جاں بازی ست نزدِ ہوشیار
کسی مومن کو کافر قرار دینا ہوشیار کے نزدیک جاں بازی کا کام ہے
زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود ؛ واپس آید بر سرِ اہلش فتد
کیونکہ جو تکفیر ناحق کی جاتی ہے وہ تکفیر کرنے والے کے سر پر ہی واپس پڑتی ہے
سِفلۂ کو غرق در کفرِ نہاں ؛ ہرزہ نالد بہر کفرِ دیگراں
وہ بیوقوف جو مخفی کفر میں غرق ہے وہ اوروں کے کفر پر ناحق بیہودہ غل مچاتا ہے
گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے ؛ خویشتن را بدترے انگاشتے
اگر اُسے اپنے باطنی کفر کی خبر ہوتی تو اپنے آپ کو ہی بہت بُرا سمجھتا
تا مرا از قومِ خود ببریدہ اند ؛ بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند
جب سے ان لوگوں نے مجھے اپنی قوم سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے اس وقت سے
انہوں نے میرے کافر بنانے میں کتنی کتنی کوششیں کی ہیں

افتراہا پیش ہر کس بردہ اند ۞ وز خیانت ہا سخن پروردہ اند
ہر شخص کے روبرو افترا پردازیاں کیں اور خیانت کے ساتھ خوب باتیں بنائیں

تا مگر لغزد کسے زاں افترا ۞ سادہ لوحے کافر انگارد مرا
تا کوئی تو اس افترا کی وجہ سے پھسل جائے اور سادہ لوح آدمی مجھے کافر سمجھنے لگیں

در رہِ ما فتنہ ہا انگیختند ۞ با نصاری رائے خود آمیختند
انہوں نے ہمارے راستے میں فتنے کھڑے کردیئے اور اپنی رائے نصاریٰ سے ملادی۔

کافرم خواندند از جہل و عناد ۞ اینچنیں کورے بدنیا کس مباد
جہل اور عداوت کی وجہ سے مجھے کافر کہا۔ کاش دنیا میں ایسا اندھا تو کوئی نہ ہو

بخل و نادانی تعصب ہا فزود ۞ کیں بجوشید و دو چشم شاں ربود
بخل اور نادانی نے تعصب کو بڑھایا۔ کینہ جوش میں آیا اور اُن کی دونوں آنکھیں نکال لیگیا

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۞ مصطفٰے ما را امام و مقتدا
ہم تو خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امام اور پیشوا ہیں

اندریں دیں آمدہ از مادریم ۞ ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم
ہم ماں کے پیٹ سے اِسی دین میں پیدا ہوئے۔ اور اِسی دین پر دنیا سے گذر جائینگے

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ۞ بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
وہ سچی کتاب جس کا نام قرآن ہے۔ ہماری شراب معرفت اُسی جام کی ہے

آں رسولے کش محمد ہست نام ۞ دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
وہ رسول جس کا نام محمد ہے۔ اُس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں

مہرِ او با شیر شد اندر بدن ۞ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
اسکی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی۔ وہ جان بن گئی اور
جان کے ساتھ ہی باہر ہوگی

ہست او خیر الرسل خیر الانام ؛ ہر نبوّت را بروشد اختتام

وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے اور ہر نبوت کی تکمیل اُس پر ہو گئی

ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست ؛ زوشدہ سیراب سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے ہم اُسی سے لے کر پیتے ہیں۔ جو بھی سیراب ہے وہ اُسی سے سیراب ہوا ہے

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود ؛ آں نہ از خود از ہماں جائے بود

جو وحی والہام ہم پر نازل ہوتا ہے۔ وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے۔

ما ازو یابیم ہر نور و کمال ؛ وصلِ دلدارِ ازل بے او محال

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اسی سے حاصل کرتے ہیں۔ محبوب ازلی کا وصل بغیر اس کے توسط کے ناممکن ہے

اقتدائے قول او در جان ماست ؛ ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

اُس کی ہر بات کی پیروی ہماری فطرت میں ہے۔ اور جو بھی اس سے ثابت ہو وہ ہمارا ایمان ہے

از ملائک و از خبرہائے معاد ؛ ہرچہ گفت آں مرسلِ ربّ العباد

فرشتوں اور قیامت کے حالات کے متعلق جو کچھ اُس ربّ العباد کے پیغمبر نے فرمایا

آں ہمہ از حضرتِ احدیت است ؛ منکرِ آں مستحقِ لعنت است

وہ سب دراصل خدائے واحد کی طرف سے ہی ہے اور اسکا منکر لعنت کا مستحق ہے۔

معجزاتِ انبیائے سابقیں ؛ آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں

پہلے سب نبیوں کے معجزات جن کا ذکر صاف اور واضح طور پر قرآن میں ہے

بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست ؛ ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

اُن سب پر بدل وجان ہمارا ایمان ہے۔ جو انکار کرے وہ بدبخت ہے۔

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ؛ نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

اس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دور رہنا ہمارے نزدیک کفر و زیان اور ہلاکت ہے

لیک دوناں را ز مغزش راہ نیست ؛ ہر دلے از سرّ آں آگاہ نیست

لیکن فضول لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں۔ ہر ایک دل اُس کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے

تا نباشد طالبے پاک اندروں ٭ تا نجوشد عشقِ یارِ بےچگوں

جب تک طالبِ حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اُس یارِ بےمثال کا عشق اُس کے دل میں جوش نہیں مارتا

رازِ قرآں را کجا فہمد کسے ٭ بہر نورے نورے باید بسے

اُس وقت تک وہ قرآنی اسرار کو کہاں سمجھ سکتا ہے۔ نور کے سمجھنے کیلئے بہت سا نورِ باطن ہونا چاہیے

ایں نہ من قرآں ہمیں فرمودہ است ٭ اندر و شرطِ تطہّر بودہ است

یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے بھی فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے پاک ہونے کی شرط ہے

گر بقرآں ہر کسے را راہ بود ٭ پس چرا شرطِ تطہّر را فزود

اگر ہر شخص قرآن کو سمجھ سکتا تو اُس نے تطہّر کی شرط (لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ) کیوں زائد لگائی

نور را داند کسے کو نور شد ٭ وز حجابِ سرکشی ہا دور شد

نور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو نور ہو گیا۔ اور سرکشی کے حجابوں سے دور ہو گیا ہو

ایں ہمہ کوراں کہ تکفیرم کنند ٭ بیگماں[۱] از نورِ قرآں غافل اند

یہ سب نابینا جو میری تکفیر کر رہے ہیں یقیناً قرآن کے نور سے بے خبر ہیں

بے خبر از رازہائے ایں کلام ٭ ہرزہ گویاں ناقصان و ناتمام

اور اس کلام کے اسرار سے ناواقف ہیں۔ فضول گو ناقص اور ناتمام ہیں

در کفِ شاں استخوانے بیش نیست ٭ در سرِ شاں عقلِ دور اندیش نیست

اُن کے ہاتھ میں ایک ہڈی سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور اُن کے سر میں عقلِ دور اندیش نہیں ہے

مردہ اند و فہم شاں مردار ہم ٭ بےنصیب از عشق و از دلدار ہم

وہ خود مردہ ہیں اور اُن کا فہم بھی مردار ہے۔ عشق اور معشوق دونوں سے محروم ہیں

---

[۱] اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۹۷ پر اِس شعر کا دوسرا مصرع اِس طرح درج ہے کہ
"از رموزِ پاک قرآں غافل اند"
یعنی قرآن پاک کے اسرار سے غافل ہیں (شاہد)

الغرض فرقاں مدارِ دینِ ماست ؛ او انیس خاطرِ غمگین ماست
الغرض قرآن ہمارے دین کا مدار ہے ۔ وہ ہماری غمگین طبیعت کا انیس ہے
نورِ فرقاں مے کشد سوئے خدا ؛ میتوان دیدن ازو روئے خدا
فرقان کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے ۔ اِس سے خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں
ما چہ ساں بندیم زاں دلبر نظر ؛ ہمچو روئے او کجا روئے دگر
ہم اُس معشوق سے اپنی آنکھیں کس طرح بند کر سکتے ہیں اُسکے چہرہ جیسا خوبصورت اور کوئی چہرہ کہاں ہے
روئے من از نورِ روئے او بتافت ؛ یافت از فیضش دلِ من ہرچہ یافت
میرا منہ اُس کے نور کی وجہ سے چمک اُٹھا ۔ میرے دل نے جو کچھ بھی پایا اُسی کے فیض سے پایا
چوں دو چشمم کس نداند آں جمال ؛ جانِ من قربانِ آں شمس الکمال
میری آنکھوں کے سوا کوئی اُسکے جمال کو نہیں جانتا ۔ میری جان اس کمال کے سورج پر قربان ہے
ہمچنیں عشقم بروئے مصطفےٰ ؛ دل پَرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰ
ایسا ہی عشق مجھے مصطفےٰؐ کی ذات سے ہے ۔ میرا دل ایک پرندہ کی طرح مصطفےٰؐ کی طرف اُڑتا ہے
تا مرا دادند از حُسنش خبر ؛ شد دلم از عشق او زیر و زبر
جب سے مجھے اُس کے حُسن کی خبر دی گئی ہے ۔ میرا دل اُس کے عشق میں بے قرار رہتا ہے
منکہ مے بینم رُخِ آں دلبرے ؛ جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
مَیں جو اُس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں اگر کوئی اُسے دل دے تو مَیں جان نثار کر دوں
ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے ؛ ہر زماں مستم کند از ساغرے
میرا ساقی تو وہی جان کا پالنے والا ہے ۔ جو ہمیشہ جام شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے
محو روئے او شد است ایں روئے من ؛ بوئے او آید ز بام و کوئے من
یہ میرا چہرہ اُسکے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اُسی کی خوشبو آ رہی ہے
بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں ؛ من ہمانم ۔ من ہمانم ۔ من ہماں
از بسکہ میں اُس کے عشق میں غائب ہوں ۔ مَیں وہی ہوں مَیں وہی ہوں ۔ میں وہی ہوں

جانِ من از جان او یابد غذا ٭ از گریبانم عیاں شد آں ذکا

میری رُوح اُس کی رُوح سے غذا حاصل کرتی ہے - اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا

احمدؐ اندر جانِ احمدؐ شد پدید ٭ اسمِ من گردید اسمِ آں وحید

احمدؐ کی جان کے اندر احمدؐ ظاہر ہو گیا - اس لئے میرا وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے

فارغ افتادم بدو از عزّ و جاہ ٭ دل زکف و ز فرق افتادہ کلاہ

میں اس کے عشق میں عزّت و جاہ سے مستغنی ہو گیا - دل ہاتھ سے جاتا رہا اور سر سے ٹوپی گر گئی

برمن ایں بہتاں کہ زاں آستاں ٭ تافتم سر ایں چہ کذبِ فاسقاں

مجھ پر یہ افترا کہ مَیں اُس درگاہ سے روگرداں ہوں بدکار لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے

سر بتابد زاں مہِ من چوں منے ٭ لعنتِ حق بر گمانِ دشمنے

کیا میرے جیسا شخص اپنے اس چاند سے مُنہ پھیر سکتا ہے؟ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت

آں منم کاندر رہِ آں سرورے ٭ درمیانِ خاک و خوں بینی سرے

مَیں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں تو میرا سر خاک و خون میں لتھڑا ہُوا دیکھے گا!

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار ٭ آں منم کاوّل کند جاں را نثار

اگر اس معشوق کی گلی میں تلوار چلے تو مَیں وہ پہلا شخص ہونگا جو اپنی جان قربان کریگا

گر ہمیں کفر است نزدِ کیں ورے ٭ خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

اگر دشمن کے نزدیک یہی کفر ہے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے جو میری طرح کا کافر ہے

کافرم گفتند دجّال و لعین ٭ من ندانم ایں چہ ایمان است و دین

مجھے لوگوں نے کافر دجّال و لعین کہا - مَیں نہیں جانتا کہ یہ کیا ایمان و دین ہے

ایں طبیعتہائے شاں چوں سنگہاست ٭ در برِ شاں گر دلے بودے کجاست

اُن کی یہ طبیعتیں پتھر کی طرح سخت ہیں - اُن کے پہلو میں اگر دل ہوتا تو وہ کہاں ہے

کارِ ایناں ہر زمانے افتراست ٭ یارِ ایناں ہر دمے حرص و ہواست

اِن لوگوں کا کام ہر وقت افترا پردازی ہے اور حرص و ہوا ہر دم ان کی رفیق ہے

دل پُر از خبث است و باطن پُر ز شر ؛ صحتِ نیت از یشاں دُور تر

ان کے دل خباثتوں سے بھرے ہیں اور ان کے باطن شرارتوں سے معمور۔ نیک نیتی ان سے بہت دُور ہے

صحتِ نیت چو باشد در دلے ؛ بر گُلِ صدق او فتد چوں بلبلے

جب دل میں نیک نیتی ہوتی ہے تو وہ صدق کے پھول پر بلبل کی طرح گرتا ہے

بر شرارت ہا نہ بندد میاں ؛ تر سد از دانائے اسرارِ نہاں

شرارتوں پر کمر نہیں باندھتا - اور پوشیدہ بھیدوں کے جاننے والے سے ڈرتا ہے

لیکن ایں بیباکی و ترکِ حیاء ؛ افترا بر افترا بر افتراء

لیکن یہ بے باکی اور یہ بے شرمی اور افترا پر افترا

ایں نہ کارِ مومناں و اتقیاست ؛ ایں نہ خوئے بندگانِ با صفاست

یہ ایمانداروں اور پرہیزگاروں کا کام نہیں ہے۔ نہ یہ پاک بندوں کی خصلت ہے

ہر کہ او ہر دم پرستارِ ہوا ؛ من چساں دانم کہ ترسد از خدا

وہ جو ہر وقت اپنی خواہش کا غلام ہے میں کیسے جانوں کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے

خویشتن را نیک اندیشیدہ اند ؛ ہائے ایں مردم چہ بد فہمیدہ اند

وہ اپنے آپ کو نیک خیال کرتے ہیں - افسوس یہ لوگ کیسا غلط سمجھتے ہیں

اتباعِ نفس اعراض از خدا ؛ پس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

نفس کی پیروی اور خدا سے روگردانی یہی بدبختوں کی علامت ہے

ہر کہ زینساں خبث در جانش بود ؛ کافرم گر بوئے ایمانش بود

جس کے دل میں اس طرح کی گندگی ہے اگر اس میں ایمان کی بُو بھی ہو تو پھر میں کافر ہوں

من بریں مردم بخواندم آں کتاب ؛ کاں منزہ او فتاد از ارتیاب

مَیں نے ان لوگوں کے سامنے وہ کتاب پڑھ کر سنائی جو ریب اور شک سے پاک ہے یعنی قرآن

ہم خبرہا پیش کردم زاں رسول ؛ کو صدوق از فضلِ حق پاک از فضول

اس رسول کی حدیثیں بھی پیش کیں جو خدا کے فضل سے بڑا راستباز اور فضول باتوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے

لیکن ایناں را بحق روئے نبود ⁂ پیش گرگے گریۂ میشے چہ سود
لیکن ان کا ارادہ حق قبول کرنے کا نہ تھا۔ بھیڑیے کے آگے بھیڑ کا رونا فضول ہے
کافرم گفتند و روہا تافتند ⁂ آں یقیں گویا دلم بشگافتند
انہوں نے مجھے کافر کہا اور مجھ سے منہ پھیر لئے اور یقین کر لیا کہ گویا انہوں نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہے
اندر ایناں خوب گفت آں شاہِ دیں ⁂ کافرانِ دل بروں چوں مومنیں
انہی کے بارے میں اس شاہِ دین نے کیا خوب فرمایا ہے کہ یہ لوگ دل کے کافر ہیں اور ظاہر کے مومن
بر زباں قرآں مگر در سینہ ہا ⁂ حُبِّ دنیا ہست و کبر و کینہ ہا
ان کی زبان پر قرآن ہے مگر ان کے سینوں میں دنیا کی محبت تکبّر اور عداوتیں ہیں
دانشِ دیں نیز لاف است و گزاف ⁂ پشت بنمودند وقتِ ہر مصاف
دین کی سمجھ کا دعویٰ بھی صرف لاف و گزاف ہے کیونکہ ہر جنگ کے وقت انہوں نے پیٹھ دکھلائی
جاہلاں غافل از تازی زباں ⁂ ہم ز قرآں ہم ز اسرارِ نہاں
یہ وہ جاہل ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہیں نیز قرآن اور اسکے باریک بھیدوں سے بھی
کبر شاں چوں تا کمالِ خود رسید ⁂ غیرتِ حق پردہ ہائے شاں درید
جب ان کا تکبّر اپنے کمال کو پہنچ گیا تو خدا کی غیرت نے ان کے پردے پھاڑ دیئے
دشمنانِ دیں چو شمرِ نابکار ⁂ دیں چو زین العابدیں بیمار و زار
دشمنانِ دین شمر نابکار کی طرح ہیں اور دین زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے
تن ہمے لرزد دل و جاں نیز ہم ⁂ چوں خیانت ہائے ایشاں بنگرم
میرا بدن کانپ جاتا ہے اور دل و جان بھی جب میں ان کی خیانتیں دیکھتا ہوں
مکرہا بسیار کردند و کنند ⁂ تا نظامِ کارِ ما برہم زنند
انہوں نے بہت مکر کئے اور کر رہے ہیں تا ہمارے نظامِ کار کو درہم برہم کر دیں
لیکن آں امرے کہ ہست از آسماں ⁂ چوں زوال آید بباد از حاسداں
لیکن وہ بات جو آسمان کی طرف سے ہے اس پر حاسدوں کے حسد سے کیونکر زوال آسکتا ہے

من چہ چیزم جنگِ شاں باآں خدا ست ⁂ کز دو دستش ایں ریاض و ایں بنا ست

کیا چیز ہوں انکی لڑائی تو خدا کے ساتھ ہے جس کے دونوں ہاتھوں سے یہ باغ اور یہ محل تیار ہوئے

ہر کہ آویزد بکار و بارِ حق ⁂ اوستادہ از پئے پیکارِ حق

شخص خدائی کاروبار میں دخل دیتا ہے وہ دراصل خدا سے جنگ کرنے کھڑا ہوتا ہے

فانی ایم و تیرِ ما تیرِ حق است ⁂ صیدِ ما دراصل نخچیرِ حق است

تو فانی لوگ ہیں اور ہمارا تیر خدا کا تیر ہے۔ اور ہمارا شکار دراصل خدا کا شکار ہے

صادقے دارد پناہِ آں یگاں ⁂ دستِ حق در آستین او نہاں

صادق تو اس یکتا کی پناہ میں ہوتا ہے اور خدا کا ہاتھ اس کی آستین میں چھپا ہوا ہوتا ہے

ہر کہ با دستِ خدا پیچد ز کیں ⁂ بیخ خود کندد چو شیطانِ لعین

نفس دشمنی کی وجہ سے خدا کے ساتھ لڑتا ہے وہ شیطانِ لعین کی طرح اپنی ہی جڑ خود کاٹتا ہے

اے بسا نفسے کہ ہمچو بلعم است ⁂ کارِ او از دستِ موسیٰ برہم است

بہت سے لوگ بلعم کی طرح ہیں - جن کا کام موسیٰ کے ہاتھوں تہس نہس ہو جاتا ہے

آمدم بر وقت چوں ابرِ بہار ⁂ با من آمد صد نشانِ لطفِ یار

ابرِ بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ یار کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں

آسماں از بہرِ من بارد نشاں ⁂ ہم زمیں الوقت گوید ہر زماں

آسمان میرے لئے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہر دم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے

ایں دو شاہد بہرِ من استادہ اند ⁂ باز در من ناقصاں افتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں - پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ہائے ایں مردم عجب کور و کر اند ⁂ صد نشاں بینند و غافل بگذرند

افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گذر جاتے ہیں

یہ شعر اشارات فریدی میں سہوًا درج نہیں ہوا ہم نے رسالہ سراج منیر سے نقل کر دیا ہے۔ منہ

اینچنیں اینان چرا بالا پرند ٭ یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکر اند

یہ اِسقدر کیوں اونچے اڑتے ہیں (یعنی اتنے متکبر کیوں ہیں) شاید اس بے مثل ذات کے منکر

او چو بر کس مہربانی مے کند ٭ از زمینی آسمانی مے کند

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا

عزتش بخشد ز فضل و لطف وجود ٭ مہر و مہ را پیشش آرد در سجود

اپنے فضل و لطف و کرم سے اسے عزت بخشتا ہے۔ سورج اور چاند کو اُس کے سامنے سجدے میں گرا

من نہ از خود ادعائے کردہ ام ٭ امرِ حق شد اقتدائے کردہ ام

میں نے خود یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی۔

کارِ حق است ایں نہ از مکرِ بشر ٭ دشمن ایں دشمنِ آں داد گر

یہ خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا مکر۔ اس کا دشمن اس فریاد کو سننے والے کا دشمن

آں خدا کیں عاجزے را چیدہ است ٭ رحمتش در کوے ما با رسیدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں بہ

مردم و جاناں پس از مردن رسید ٭ گم شدم آخر رُخے آمد پدید

جب میں مر گیا تو مرنے کے بعد میرا معشوق آ گیا۔ جب میں فنا ہو گیا تو اُس کا چہرہ مجھ پر ظاہ

سیلِ عشقِ دلبرے پر زور بود ٭ غالب آمد رختِ ما را در ربود

دلبر کے عشق کی رَو زوردار تھی وہ غالب آ گئی اور ہمارا سب سامان بہا کر

من ندارم مایۂ کردار ہا ! ٭ عشق جوشید واز و شد کارہا

میرے پاس اعمال کا ذخیرہ نہیں بلکہ عشق کا جوش تھا جس سے یہ سب کا

مہر من شد نیستی طورِ خدا ٭ چوں خودی رفت آمد آں نورِ خدا

میرے نے نیستی ہی خدا کا طور بن گئی۔ جب خودی جاتی رہی تو خدا کا نو

رو بدو کردم کہ روآں روے اوست ٭ ہر دلِ فرخندہ مائل سوئے اوست

نے اسی کی طرف اپنا رُخ پھیر لیا کیونکہ دیکھنے کے لائق وہی چہرہ ہے، اور ہر مبارک دل اسی کی طرف

در دو عالم مثلِ او روئے کجاست ؛ جز سرِ کویش دگر کوئے کجاست

دونوں جہان میں اُس کے چہرہ کی طرح کوئی چہرہ کہاں ہے، اور اس کے کوچے کے سوا اور کوئی کوچہ کہاں۔

آں کساں کز کوچۂ او غافل اند ؛ از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتر اند

وہ لوگ جو اس کے کوچہ سے غافل ہیں وہ گلیوں کے کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں

خلق دو عالم جملہ در شور و شر اند ؛ عاشقانش در جہانِ دیگر اند

مخلوقات اور دنیا سب شور و شر میں مبتلا ہے مگر اُس کے عاشق اَور ہی عالم میں ہیں

آنجہاں چوں ماند بر کس ناپدید ؛ از جہاں آں کور و بدبختے چہ دید

وہ عالم جس شخص سے پوشیدہ رہا اس بدبخت نے دنیا میں آکر کیا دیکھا

راہِ حق بر صادقاں آساں تر است ؛ ہر کہ جوید دامنش آید بدست

سچوں کیلئے خدا کا راستہ پانا بہت آسان ہے، جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو خدا کا دامن اُس کے ہاتھ میں آجاتا ہے

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا ؛ رہ دہندش سوئے آں ربّ السماء

جو صدق و صفا کیساتھ اُسکا وصل چاہتا ہے اُس کیلئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار ؛ کید و مکر اینجا نمے آید بکار

یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے۔ مکر اور چالاکی یہاں کام نہیں آتی

صدق مے باید برائے وصلِ دوست ؛ ہر کہ بے صدقش بجوید احمقِ اوست

دوست کے وصل کے لئے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے

صدق ورزے در جنابِ کبریا ؛ آخرش مے یابد از یمنِ وفا

خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اُسے پا لیتا ہے

صد درے مسدود بکشاید بہ صدق ؛ یارِ رفتہ باز مے آید بہ صدق

سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں۔ گیا ہُوا دوست صدق کی وجہ سے پھر آجاتا ہے

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں ؛ کز پئے جاناں بکف دارند جاں

سچوں کی یہی علامت ہے کہ معشوق کی خاطر اُن کی جان ہتھیلی پہ ہوتی ہے

دوختہ در صورتِ دلبر نظر ؛ واز ثناء و سبِّ مردم بے خبر

دلبر کی صورت پر اُن کی ٹکٹکی لگی ہوئی ہے اور لوگوں کی تعریف اور سبّ وشتم سے وہ بے خبر ہیں

کارِ عقبےٰ با عملہا بستہ اند ؛ رستہ آں دلہا کہ بہرش خستہ اند

عقبیٰ کے کام عملوں سے وابستہ ہیں - وہ دل نجات یافتہ ہیں جو خدا کیلئے شکستہ ہیں

از سخنہا کے شود ایں کار وبار ؛ صدق مے باید کہ تا آید بکار

باتیں بنانے سے یہ کام نہیں چلتا - کامیابی کے لیئے وفاداری درکار ہے

علم را عالم بتے دارد براہ ؛ بت پرستی ہا کنند شام و پگاہ

عالموں نے علم کو اپنی راہ میں ایک بت بنا لیا ہے اور وہ صبح وشام بت پرستی میں مشغول ہیں

گر بعلمِ خشک کارِ دیں بُدے ؛ ہر لئیمے رازدارِ دیں بُدے

اگر خشک علم پر ہی دین کا مدار ہوتا تو ہر لئیم انسان دین کا محرم راز ہوتا

یار ما دارد بباطن ہا نظر ؛ ہاں مشو نازاں تو با فخرِ دگر

ہمارا یار تو باطن پر نظر رکھتا ہے تو اپنی کسی خوبی پر نازاں نہ ہو

ہست آں عالی جنابے بس بلند ؛ بہرِ وصلش شورہا باید فگند

وہ بارگاہ نہایت اونچی اور عالی شان ہے اُس کے وصل کے لئے بہت شور مچانا چاہیے

زندگی در مردن و عجز و بکاست ؛ ہر کہ افتاد است او آخر بخاست

زندگی مرنے اور انکسار اور گریہ وزاری میں ہے جو گر پڑا وہی آخر (زندہ ہوکر) اٹھا

تا نہ کارِ درد کس تا جاں رسد ؛ کے فغانش تا درِ جاناں رسد

جب تک درد کا معاملہ جان لینے تک نہ پہنچے تب تک اُس کی آہ وفریاد درِ جاناں تک نہیں پہنچتی

ہر کہ ترکِ خود کند یابد خدا ؛ چیست وصل از نفسِ خود گشتن جدا

جو خودی کو ترک کرتا ہے وہ خدا کو پا لیتا ہے - وصل کیا چیز ہے ؟ اپنے نفس سے الگ

لیک ترکِ نفس کے آساں بود ؛ مُردن واز خود شدن یکساں بود

لیکن نفس کو مارنا آسان کام نہیں مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر

تا نہ آں بادے وزد در جانِ ما ؛ گُور باید ذرّۂ امکانِ ما

تک ہماری جان پردہ ہوا نہ چلے جو ہماری ہستی کے ذرّہ تک کو اُڑا لے جائے

کے دریں گرد و غبارے ساختہ ؛ مے تواں دید آں رُخِ آراستہ

اں اِس مصنوعی گرد و غبار میں وہ حسین چہرہ کس طرح دیکھا جا سکتا ہے

تا نہ قربانِ خدائے خود شویم ؛ تا نہ محوِ آشنائے خود شویم

تک ہم اپنے خدا پر قربان نہ ہو جائیں اور جب تک اپنے دوست کے اندر محو نہ ہو جائیں

تا نہ باشیم از وجودِ خود بروں ؛ تا نہ گردد پُر ز مہرش اندروں

ک ہم اپنے وجود سے علیحدہ نہ ہو جائیں اور جب تک سینہ اس کی محبت سے بھر نہ جائے

تا نہ بر ما مرگ آید صد ہزار ؛ کے حیاتے تازہ بینیم از نگار

ہم پر سو ہزار موتیں وارد نہ ہوں تب تک ہمیں اُس معشوق کی طرف سے نئی زندگی کب مل سکتی ہے

تا نہ ریزد ہر پر و بالے کہ ہست ؛ مرغِ ایں رہ را پریدن مشکل است

کہ اپنے اگلے بال و پر نہ جھاڑ ڈالے تب تک اس راہ کے پرندے کیلئے اُڑنا مشکل ہے

بدنصیبے آنکہ وقتش شد بباد ؛ یار آزردہ دلِ اغیار شاد

ہے وہ شخص جس کا وقت برباد ہو گیا۔ یار ناراض ہو گیا اور دشمنوں کا دل خوش ہُوا

از خردمنداں مرا انکار نیست ؛ لیکن ایں رہ راہِ وصلِ یار نیست

وں کی عقلمندی سے انکار نہیں ہے ۔ مگر یہ یار کے وصل کا راستہ نہیں ہے

تا نہ باشد عشق و سودا و جنوں ؛ جلوہ ننماید نگارِ بے چگوں

عشق اور سودا اور جنون نہ ہو تب تک وہ بیمثال معشوق اپنا جلوہ نہیں دکھاتا

چوں نہاں است آں عزیزے محترم ؛ ہر کسے راہے گزیند لاجرم

عزت والا محبوب پوشیدہ ہے تو ہر شخص کوئی نہ کوئی راستہ (اس سے ملنے کیلئے) اختیار کرتا ہے

آں رہے کو عاقلاں بگزیدہ اند ؛ از تکلّف روئے حق پوشیدہ اند

عقلانے جو راستہ اختیار کیا ہے انہوں نے تکلّف سے خدا کے چہرہ کو اور بھی چھپا دیا ہے

پردہ ہا بر پردہ ہا انداختہ ؎ مطلبے نزدیک دور انداختہ

پہلے پردوں پر اور پردے ڈال دیئے مقصد نزدیک تھا مگر اُسے اور دور کر دیا

ما کہ با دیدارِ او رو تافتیم ؎ از رہِ عشق و فنائش یافتیم

ہم لوگ جنہوں نے اُس کے دیدار سے اپنا چہرہ روشن کیا ہم نے تو اُسے عشق و فنا کے راستے سے

ترکِ خود کردیم بہرِ آں خدا ؎ از فنائے ما پدید آمد بقا

اُس خدا کے لئے جب ہم نے اپنی خودی چھوڑ دی تو ہماری فنا کے نتیجہ میں بقا ظاہر ہو

اندریں رہ دردِ سر بسیار نیست ؎ جاں بخواہد دادنش دشوار نیست

اِس راستے میں زیادہ تکلیف اُٹھانی نہیں پڑتی وہ صرف جان مانگتا ہے اور اس کا دینا مشکل نہ

گر نہ او خواندے مرا از فضل و جود ؎ صد فضولی کردمے بے سود بود

اگر وہ خود اپنے فضل و کرم سے مجھے نہ کھینچتا تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فا

از نگاہِ ایں گدا را شاہ کرد ؎ قصّہ ہائے راہِ ما کوتاہ کرد

جس نے ایک نظر سے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لمبے راستہ کو مختصر ک

راہ خود برمن کشود آں دلستاں ؎ دانمش زانساں کہ گل را باغباں

اُس معشوق نے خود اپنا راستہ میرے لئے کھولا ہے یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغبا

ہر کہ در عہدم زمن ماند جدا ؎ مے کند بر نفسِ خود جور و جفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے جُدا رہتا ہے وہ خود اپنی جان پر ظلم ک

پُر ز نورِ دلستاں شد سینہ ام ؎ شد ز دستے صیقلِ آئینہ ام

معشوق کے نور سے میرا سینہ بھر گیا میرے آئینہ کا صیقل ایک ہاتھ

پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل ؎ کارِ من شد کارِ دلدارِ ازل

میرا وجود اس یارِ ازلی کا وجود بن گیا ہے اور میرا کام اسی دلدارِ ازل کا کا

بسکہ جانم شد نہاں در یارِ من ؎ بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من

چونکہ میری جان میرے یار کے اندر مخفی ہو گئی اِس لئے یار کی خوشبو میرے گلزار سے

نورِ حق داریم زیرِ چادرے ؎ از گریبانم برآمد دلبرے
ری چادر کے اندر خدا کا نور ہے وہ دلبر میرے گریبان ہی سے نکلا

احمدِ آخر زماں نامِ من است ؎ آخریں جامے ہمیں جامِ من است
محمدِ آخر زمان میرا نام ہے اور میرا جام (دنیا کے لئے) آخری جام ہے

طالبِ راہِ خدا را مژدہ باد ؎ کش خدا بنمود ایں وقتِ مُراد
خدا کے طالب کو خوشخبری ہو! کہ اُسے خدا نے کامیابی کا زمانہ دکھایا

ہر کہ را یارے نہاں شد از نظر ؎ از خبردارے ہمیں پرسد خبر
کسی کا دوست اُس کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے تو وہ کسی واقف سے اُسکی خبر پوچھتا ہے

ہر کہ جویانِ نگارے مے بود ؎ کے بیک جائش قرارے مے بود
کسی معشوق کا طلبگار ہوتا ہے تو اُسے ایک ہی جگہ پر کب چین آتا ہے۔

مے دود ہر سو ہمے دیوانہ وار ؎ تا مگر آید نظر آں روئے یار
ہر طرف دیوانہ وار دوڑتا ہے تاکہ شاید یار کا چہرہ کہیں نظر آ جائے

ہر کہ عشقِ دلبرے در جان اوست ؎ دل ز دستش اوفتد از ہجرِ دوست
ن کی جان میں دلبر کا عشق سما گیا تو دوست کے فراق میں اُسکا دل ہاتھ سے نکل نکل جاتا ہے

عاشقاں را صبر و آرامے کجا ؎ تو بہ از روئے دلارامے کجا
شقوں کے لئے صبر و آرام کہاں؟ اور معشوق کے چہرے سے روگردانی کس لئے؟

ہر کہ را عشقِ رُخِ یارے بود ؎ روز و شب با آں رُخش کارے بود
دوست کے مُنہ سے محبت ہوتی ہے اُسے تو دن رات اُس کے چہرہ کا ہی خیال رہتا ہے

از رفیقش گر اتفاقے او فتد ؎ در تن و جانش فراقے او فتد
اتفاقاً اُس سے جدائی ہو جائے تو اُس کے جان و تن میں جدائی ہو جاتی ہے

یک زمانے زندگی بے روئے یار ؎ ...ے پریشاں روزگار
کے بغیر اُس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ... زندگانی کو تلخ کر دیتا ہے۔

باز چوں بیند جمالِ روئے او ؛ مے دود چوں بجواسے سوئے او
پھر جب وہ اُس کا حسن اور اُسکا چہرہ دیکھتا ہے تو بے حواسوں کی طرح اسکی طرف دوڑتا

می زند در دامنش دست از جنوں ؛ کز فراقت شد دلم اے یار خوں
اور یہ کہہ کر دیوانہ وار اُس کے دامن کو پکڑ لیتا ہے کہ اے دوست میرا دل تیری جدائی میں خون

ایں چنیں صدق از بود اندر دلے ؛ گل بجوید جائے خود چوں بلبلے
اگر ایسا صدق کسی دل میں ہو تو پھول ہی خود (یعنی معشوق خود عاشق بن جاتا ہے) بُلبل کی طرح اپنی جگہ تلاش

گر تو اُفتی باد صد درد و نفیر ؛ کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر
اگر تو دُو سو چیخوں اور آہوں کے ساتھ گر پڑے تو پھر ضرور کوئی مدد کے لئے کھڑا ہو

تافتن رو از خورِ تاباں کہ من ؛ خود برآرم روشنی از خویشتن
یہ سمجھ کر آفتاب عالمتاب سے روگردانی کرنا کہ میں روشنی خود اپنے وجود سے

ایں ہمیں آثارِ ناکامی بود ؛ بیخ شقوت نخوت و خامی بود
یہی تو نامُرادی کے آثار ہوا کرتے ہیں - بدبختی کی جڑھ تکبّر اور خامی

عالمِ را کور کرد است ایں خیال ؛ سرنگوں افگند در چاہِ ضلال
اس خیال نے ایک جہان کو اندھا کر رکھا ہے اور اسے اوندھے مُنہ گمراہی کے کنوئیں میں ڈا

سوئے آبے تشنہ را باید شتافت ؛ ہر کہ جُست از صدقِ دل آخر بیافت
پیاسے کو پانی کی طرف دوڑنا چاہیئے جس نے صدقِ دل سے تلاش کی اُس نے آخر کار پا لیا

آں خردمندے کہ جوید کوئے یار ؛ آبرو ریزد ز بہرِ روئے یار
وہ عقلمند ہے جو یار کی گلی ڈھونڈتا ہے - اور اُس کے رُخ کی خاطر اپنی عزت

خاک گردد تا ہوا بردہ بایدش ؛ گم شود تا کس رہے بنمایدش
وہ خاک ہو جاتا ہے کہ ہوا اُسے لے اُڑے اور فنا ہو جاتا ہے تا کوئی اسے راستہ

بے عنایاتِ خدا کار است خام ؛ پختہ داند ایں سخن را والسلام
خدا کی مہربانی کے بغیر کام ادھورا رہتا ہے - عقلمند ہی اس بات کو جانتا ہے -

ایں ہمہ از خامۂ ایں عاجز بیروں آمد از حال است نہ از قال و از جوشیدن نہ از تکلّفات کوشیدن۔ اکنوں آں بہ کم تخفیف تصدیع کنم۔ آنچہ در دل ماست خدا در دل شما الہام کند و دل را بدل راہ دہد۔ از مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدّین و صاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی السلام علیکم۔ مولوی صاحب بذکر خیر آں مکرم اکثر رطب اللسان می مانند۔ عجب کہ او شاں در اندک صحبت دلی محبّت و اخلاص باں مکرم چند بار ایں خارق امر از آں مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا ایک درود شریف برائے خواندن ارشاد فرمودند کہ ازیں زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد۔ چنانچہ ہماں شب مشرف بزیارت شدم۔ والسلام

یہ سب باتیں جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہیں حال سے ہیں نہ کہ قال سے اور دلی جوش سے ہیں نہ کہ بتکلّف۔ اب یہ بہتر ہے کہ مَیں آپ کو زیادہ تکلیف نہ دوں اور جو کچھ کہ ہمارے دل میں ہے خدا تعالیٰ اسکا آپ کے دل میں الہام کر دے اور دل کو دل سے راہ دیوے اور مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدّین صاحب اور صاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی کی طرف سے السلام علیکم۔ مولوی صاحب اکثر آپکا ذکرِ خیر اپنی زبان پر لاتے رہتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ انہوں نے تھوڑی سی آپ کی صحبت اور دلی محبت اور اخلاص کی وجہ سے آپ کے اس خارق امر کا کئی دفعہ ذکر کیا ہے کہ مجھ کو ایک درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائیگی۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مَیں اُسی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو گیا۔ والسلام

الـــــــــــــــراقم

خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۱ رمضان شریف ۱۳۱۴ ہجری المعلیٰ یوم یک شنبہ

(اشارات فریدی جلد سوم صفحہ ۹۱ تا ۱۰۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا مکتوب[1] جب حضرت خواجہ صاحبؒ کو ملا تو آپ بہت مسرور ہوئے۔ بعد ازاں حضرت اقدسؑ کے خط کے جواب میں اپنا خط بزبان فارسی اپنی مہر لگا کر ارسال فرمایا جس میں آپنے تحریر فرمایا کہ آپکا خط اخلاص وصفا اور دوستی و محبت کے ذخیروں سے بھرا ہوا موصول ہوا۔ اس کے ساتھ جو اعظم مذاہب لاہور میں آپکا پڑھا جانیوالا مضمون جو بیش قیمت اور حیرت انگیز حقائق و معارف سے لبریز تھا پڑھ کر دل بہت محظوظ ہوا۔ اسی طرح آپ مجھے اپنے بلند پایہ مکتوبات

---

[1] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا مکتوب جب حضرت خواجہ صاحبؒ سُن چکے تو آپنے فرمایا۔ منشی احمد جان صاحب مرحوم لدھیانوی حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحبؒ تونسویؒ کے مریدیں۔ مگر اُن کی صرف بیعت کی ہوئی تھی اور فقر کا تمام معاملہ حضرت امام علی شاہ صاحب نقشبندی سکنہ رتڑ چھتڑ پنجاب (جو نہایت باکمال صاحب تھے) کے ساتھ رکھتے تھے اور انہی کو اپنا پیر جانتے تھے اور اپنے آپ کو نقشبندی کہتے تھے۔ اور یہ منشی احمد جان صاحبؒ علم توجہ میں بہت درک رکھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس سے متعلق بہت مشق کی ہوئی تھی کہ اگر راستہ میں چلتے ہوئے منہ پھیرتے اور پیچھے کی طرف نظر ڈالتے تو اُن کی توجہ سے تین تین چار چار آدمی زمین پر گر پڑتے۔ اور بیماریوں کو دور کرنے اور بندگوں کی زیارت کرانے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے بہت سے توجہ کے طریقے وضع کئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھ کو کہتے تھے کہ یہ توجہ کا طریقہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ لیکن ایک توجہ کا دوسرا طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اگر اس قسم کی توجہ کی جائے تو بہتر ہے۔ اس کے بعد فرمایا یہ منشی احمد جان صاحب لدھیانوی حضرت مرزا صاحب کے غایت درجہ معتقد تھے۔ یہاں تک کہ ان کے تمام فرزند اور مرد و زن اور عزیز وغیرہ حضرت مرزا صاحب کے مرید ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اس خط میں بھی لکھا ہے۔ (ترجمہ از فارسی اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

وصال فرماکر مسرور فرماتے رہیں - حضرت خواجہ صاحبؒ کا خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے - فھو ہذا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں
حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
تیسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب معانی آگاہ
معارف پناہ حقائق نگاہ شریعت
انتباہ المستظہر باللہ المعرض
ماسواہ المؤید من اللہ الصمد
جناب مرزا غلام احمد
صاحب مکارم لاتعد
سلمہ اللہ الاحد -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

جوشش اشتیاق ہمچوں مکارم اخلاق
آں سلالۂ نفس و آفاق از حد
بیروں ست و محبت باں
مجاہد فی سبیل اللہ روز افزوں
منت جوّاد بے منت کہ

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت آنجناب کہ جو معانی سے پوری آگاہی رکھتے
ہیں اور جو معارف کا مخزن ہیں جنکی نگاہ حقائق کو دیکھنے
والی ہے اور جو شریعت سے باخبر ہیں اللہ تعالیٰ اُنکی پشت
پناہ ہے غیر اللہ کو چھوڑ کر اُسی کی طرف متوجہ ہیں اور
جو خدائے بے نیاز سے تائید یافتہ ہیں جناب مرزا
غلام احمد صاحب جو بیشمار خوبیوں کے مالک ہیں -
خدائے یگانہ آنجناب کو سلامت رکھے -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہمیں جناب سے جو کہ تمام نفوس اور تمام جہان کے
روح رواں ہیں ملاقات کا شوق اتنا زیادہ ہے،
جتنے کہ آپکے اخلاق کریمانہ زیادہ ہیں اور اس
مجاہد فی سبیل اللہ کی محبت روز بروز بڑھتی
جاتی ہے۔ اس سخی ذات کا جو بخل سے پاک ہے بڑا

اوقاتِ ایں فقیر را بعنایت بینایت
بر مجاری عافیت ظاہر و باطن
جاری فرمود۔ و تائید آں مرضیۃ
الشمائل محمود الخصائل از
جناب عزت خطابش مسئول و مقصود
سلک لآلی آبدار محبت و وداد و عقد
جواہر تابدار صداقت و اتحاد
اعنی نامۂ اخلاص ختامہ مملو
بمواد خلوص و صفا و محشو بذخائر
خلت و اصطفا ورود کرم آمود
نمودہ مسرور نامحصور فرمود۔
فقیر از الفاظ الفت آمیز و معانی
انبساط خیز و معارف حیرت انگیز
آں غواص بحار معالم ذخیرۂ
احتفاظِ قلب فراہم نمود و
ورود مضمون جلسۃ المذاہب
مرسلۂ آنصاحب کہ باوجود
آنذوقہ حقائق گرانبہا جدّت ادا
را مشتمل بود۔ دل از مستمعان
در ربود۔ ہموارہ بایں مجاہدات
رفیع الغایات بعنایاتِ

احسان ہے کہ اس فقیر کے اوقات کو بہ
مہربانی سے ظاہر و باطن کی عافیت کی
راہوں پر چلا رکھا ہے اور ہماری دعا اُ
مقصود ہے کہ خدائے عزیز آپ جیسے پسندیدہ
اخلاق اور حمیدہ خصائل انسان کا مؤید ہے
اور محبت اور پیار کے چمکتے ہوئے موتیوں
کی لڑی اور صداقت و اتحاد کے درخشندہ
[illegible] یعنی جناب کا وہ خط جو سراپا اخلاص
اور صفا کے مواد سے بھرا ہوا ہے اور جو دوستی
اور سچی محبت کے ذخیروں سے لبریز ہے اس
نے ہمیں اپنے کریمانہ ورود سے مشرف فرمایا
اور ہمیں بیحد مسرت بخشی۔ اے معالم کے
سمندروں میں غوطہ لگانے والے اس فقیر
نے آپ کے الفت آمیز الفاظ اور مسرت بخش معانی
اور حیرت انگیز معارف سے ایک ایسا ذخیرہ حاصل کیا
ہے جس سے دل بیحد محظوظ ہوا۔ اور جلسہ اعظم
مذاہب لاہور کا مضمون جو آنجناب نے ارسال فرمایا
باوجود ایک بیش قیمت حقائق کی (روحانی غذا
ہونے کے اسکے مضمون کو) حیرت انگیز طریق سے ادا کیا
گیا ہے جس نے سامعین کے دل موہ لئے۔ دعا ہے
کہ آنجناب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی غائبانہ نوازشات

غیبیہ و تفضلات لاریبیہ مؤید
بکرم باشند و فقیر را
متخبر حالاتِ مسرت سمات
دانستہ بارسال فضائل رسائل وارقام
کرائم رقائم مبتہج میفرمودہ باشند۔
۴ر شوال المکرم ۱۳۱۴ھ ہجریہ قدسیہ
الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی
سجادہ نشین از چاچڑاں شریف

اور کرم فرمائیوں سے اس قسم کے مجاہدات کی توفیق
پاتے رہیں۔ اور فقیر کو مسرت بخش حالات
کی آگاہی کا طالب سمجھ کر اپنے اعلیٰ رسائل
بھیجکر اور بلند پایہ مکاتیب تحریر فرما کر
مسرور فرماتے رہا کریں۔
۴ر شوال ۱۳۱۴ھ
الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی
سجادہ نشین از چاچڑاں شریف

فقیر غلام فرید خادم الفقراء

مہر

(منقول از رسالہ سراج منیر ضمیمہ ص۱۲ مؤلفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خط و کتابت جو ناظرین اِس کتاب کے دوسرے باب میں دیکھ چکے ہیں اُن میں سے حضرت خواجہ صاحبؒ کا پہلا عربی خط جو آنجناب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ مباہلہ مندرجہ کتاب "انجام آتھم" کے جواب میں لکھا تھا وہ حضرت اقدس علیہ السلام نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی زندگی میں ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۳۹ پر شائع فرما دیا تھا۔ اور پھر مکمل خط و کتابت یعنی اپنے اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے کل خطوط اپنی کتاب سراج منیر مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں شائع فرما دیئے تھے اور یہ کتاب بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کی زندگی ہی میں شائع ہو گئی تھی۔ اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ یہ پوری خط و کتابت اشاراتِ فریدی حصہ سوم میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ کتاب یعنی اشاراتِ فریدی حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے ارشادات و حالات پر مشتمل ڈائری

کی صورت میں آنجناب کے خلیفہ مولانا رُکن الدین صاحب نے برسوں حاضر خدمت رہ کر قلم بند کیے۔ اور اس کتاب کے پہلے تین حصہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے فرزند و جانشین حضرت نازک کریم خواجہ محمد بخش صاحب نے اپنی خاص نگرانی میں شائع فرمائے ہیں۔

چنانچہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا پہلا عربی مکتوب جو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ کو لکھا گیا تھا وہ اشارات فریدی حصہ سوم کے صفحہ ۴۲ میں درج ہے۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حضرت خواجہ صاحبؒ کو جو عربی خط بتاریخ ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو لکھا تھا وہ اشاراتِ فریدی حصہ سوم کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ میں درج ہے۔ اس کے جواب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے جو فارسی خط ۲۷ شعبان ۱۳۱۴ھ کو لکھا تھا وہ اشاراتِ فریدی حصہ سوم کے صفحہ ۱۲۷ سے ۱۲۹ تک درج ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں جو خط فارسی نثر و نظم پر مشتمل ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ کو ارسال فرمایا تھا وہ اشاراتِ فریدی حصہ سوم صفحہ ۹۱ سے ۱۰۴ تک مرقوم ہے۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام کے اس خط کے جواب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنا تیسرا فارسی مکتوب ۴ شوال ۱۳۱۴ء کو لکھا۔ وہ ضمیمہ سراج منیر کے آخر میں شائع ہوا ہے۔

اگر یہ خط و کتابت جس کا ذکر بڑی تفصیل سے ابھی کیا گیا ہے صرف حضرت اقدسؑ کی کتب میں شائع ہوئی ہوتی اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی طرف سے جبکہ آنجناب اُس وقت دنیا میں جلوہ نما تھے اس کا انکار نہ ہوا ہوتا تو بھی امر مذکورہ بالا خط و کتابت کو صحیح و درست تسلیم کر لئے جانے کے لئے کافی ہوتا اور اہل علم و عقل میں سے کسی کے لئے بھی اس خط و کتابت

کی دانست میں گنجائش کلام باقی نہ رہتی ۔ لیکن صورت واقعہ یہ نہیں ہے۔
کہ مذکورہ خط وکتابت حضرت خواجہ صاحبؒ کے زمانہ میں شائع ہوئی اور
آنجناب نے اِس سے انکار نہیں فرمایا ۔ بلکہ صورت واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ
خط وکتابت جس طرح حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب میں شائع ہوئی
ہے اسی طرح اشاراتِ فریدی حصّہ سوم میں بھی شائع ہوئی ہے ۔ جو
حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبوسات کا مجموعہ ہے اور یہ کتاب
کسی غیر انسان یا آنجناب کے مریدوں میں سے کسی غیر معروف مرید نے نہیں
چھپوائی بلکہ حضرت خواجہ نازک کریم محمد بخش صاحب کی چھپوائی اور شائع
فرمائی ہوئی ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند
ارجمند اور جانشین تھے ۔

اشاراتِ فریدی حصّہ سوم سے ثابت ہے کہ اِس کتاب
کے تمام مضامین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرّہٗ کو سبقاً سبقاً
سُنائے گئے تھے ۔ اور آنجناب نے اس میں کہیں کہیں اصلاح بھی فرمادی تھی
اور پھر کتاب کی طباعت و اشاعت انہیں کے یعنی حضرت خواجہ محمد بخش
صاحب کے زیرِ انتظام و اہتمام ہوئی تھی ۔ یہ حالات و واقعات نہایت
صفائی سے ظاہر کر رہے ہیں کہ ارشاداتِ فریدی حصہ سوم کے تمام ملفوظات
حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ فیض ترجمان سے
نکلے ہوئے ہیں ۔ اور ملفوظات کے علاوہ جو واقعات و حالات ڈائری کی
صورت میں جمع ہیں وہ تمام بھی آنجناب کی تجویز اور پسندیدگی کے مطابق
مندرج ہیں اگر ایک فقرہ بھی آپ کی مرضی کے خلاف ہوتا تو یہ کہاں ہو سکتا
تھا کہ آپ کے فرزندِ ارجمند و جانشین حضرت خواجہ نازک کریم محمد بخش صاحب

اُسے اشاراتِ فریدی حصہ سوم میں باقی چھوڑ دیتے ۔ اور اشاراتِ فریدی کے حصہ سوم پر ایک شاندار تقریظ رقم فرماتے اور اپنے دستخط فرماکر اسے شائع فرماتے ۔ مگر اب جبکہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ اور آنجناب کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اور مولانا رکن الدین صاحب سب فوت ہوچکے ہیں یہ کہنا کہ یہ تمام خط وکتابت مولانا رکن الدین صاحب کی شامل کی ہوئی ہے عقل و فہم رکھنے والوں کی نظر میں کس وقعت کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ تھوڑی سی فہم و فراست رکھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اِس معاملہ میں مولانا رکن الدین صاحب کو ایک لغو اور باطل الزام کا نشانہ بنانا پوری کتاب اشاراتِ فریدی ہی کو یعنی اس کے کل حصوں کو بے اعتبار بنانا نہیں بلکہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اور جناب خواجہ فیض احمد صاحب کو بھی زیرِ الزام لانا ہے معترض حضرات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کے اعتراض کا وقت وہ تھا جب اصحاب موصوفہ بالا بقیدِ حیات تھے ۔ اب ان کے ایسے اعتراضوں کا وقت نہیں رہا ۔ پس مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد۔

باب سوم

عالی وقار حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مبارکہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوٰی کی تصدیق

اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا ذکر

(ماخوذ از اشاراتِ فریدی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنا پہلا عربی مکتوب ارسال کرنے کے بعد فرمایا:۔

"بعد ازاں درباب مرزا صاحب فرمودند کہ مرزا صاحب مردے نیک وصادق است۔ و نزدمن کتابی از ملہمات خود فرستادہ است کمال او ازاں کتاب ظاہر است اندریں اثناء بعضے از علماء ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ نشستہ بود نسبت مرزا صاحب زبان طعن کشادہ ردّ و انکار کرد حضور ابقاہ اللہ تعالیٰ درجوابش فرمودند۔ نے نے! وے مرد صادق است۔ مفتری

ترجمہ:۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں فرمایا کہ مرزا صاحب نیک اور صادق مرد ہیں اور انہوں نے مجھے اپنے الہامات کی ایک کتاب (انجام آتھم) بھیجی ہے۔ اُن کا کمال اس کتاب سے ظاہر ہے۔ اسی اثنا میں علماء ظواہر میں سے کسی نے جو حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ کی خدمت میں بیٹھا ہؤا تھا حضرت اقدسؑ کے متعلق زبانِ طعن دراز کی اور آپکا ردّ و انکار کیا۔ حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ نہیں نہیں! وہ مردِ صادق ہیں مفتری

دکاذب نیست - ایں معاملہ جعلی و خود ساختۂ او نیست - غایت مافی الباب آنکہ او را اندک خطا در اجتہاد و خطا در کشف است ۱ - بعد ازاں فرمودند کہ

اور کاذب نہیں ہیں - اُن کا دعویٰ جعلی اور خود ساختہ نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اُن سے بعض اپنے کشوف کے سمجھنے میں تھوڑی سی اجتہادی غلطی ہوئی ہے - اس کے بعد فرمایا کہ

---

۱ خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم بالکل صاف اور واضح ہے تاہم اسکی مزید توضیح کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے - حضرت خواجہ صاحب رح نے جب حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کی اور آپ کے الہامات سے آپ کا کمال ظاہر کیا تو اُس مجلس میں سے ایک صاحب نے اس امر کو بُرا منایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کی تو حضرت خواجہ صاحب رح نے یہ کہکر اس کا مُنہ بند فرمایا کہ تم حضرت مرزا صاحب کو مفتری اور کاذب نہ کہو - اُن کا دعویٰ جعلی اور خود ساختہ مت قرار دو - اس بارہ میں زیادہ سے زیادہ تم اپنے زعم کے مطابق یہ کہہ سکتے ہو کہ حضرت مرزا صاحب کا اجتہاد اپنے بعض کشوف کے سمجھنے میں درست نہیں - حضرت اقدس علیہ السلام کی تصدیق کے بارہ میں آپکے الفاظ واضح ہیں کہ "مرزا صاحب مردے نیک و صادق است و نزد من کتابی از ملہمات خود فرستادہ است کمال او ازاں کتاب ظاہر است ..... وے مرد صادق است مفتری و کاذب نیست ایں معاملہ جعلی و خود ساختۂ او نیست"

خط کشیدہ الفاظ کے بعد کے ملفوظات بھی مزید ہمارے مؤید ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ لوگ تو انا الحق یعنی خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں - اور اگر مرزا صاحب نے مجدد اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو پھر بھی وہ عبد کہلاتے ہیں - اپنے آپ کو خدا نہیں کہتے - حضرت خواجہ صاحب کے ان ملفوظات میں ان لوگوں کا جواب بھی آگیا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے خدائی کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی آپ کے دعویٰ مجددیت و مسیحیت کی تصدیق بھی کردی - نا فہم و تدبر

مرداں انا الحق گفتہ اند و وے
اگر خود را مجدّد و عیسٰی قرار دادہ
تاہم عبد میگویاند۔

لوگوں نے تو انا الحق کہا ہے اور اگر وہ
(یعنی مرزا صاحب) اپنے آپ کو مجدد اور
عیسٰی قرار دیں تو پھر بھی عبد ہی کہلاتے ہیں

حضرت خواجہ صاحبؒ سے حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ کی ملاقات

بعد ازاں فرمودند کہ مولوی
نور الدین حکیم کہ از مریدانِ صادق
الارادت و راسخ العقیدت اوست
وقتے در بہاولپور نزدِ من آمدہ
بود۔ گفت۔ من کہ مرید مرزا صاحب

اس کے بعد فرمایا کہ مولوی حکیم
نور الدّین صاحبؓ جو آپ کے صادق
الارادت اور راسخ العقیدہ مریدوں میں سے
ہیں ایک دفعہ میرے پاس بہاولپور آئے
تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مرزا صاحب کا

۱؎ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ اشاعت پذیر ہوئی تو حضرت اقدسؑ پر
ہور عالم تفسیر قرآن مجید و حدیث و فقہ حکیم حافظ مولانا نور الدین صاحبؓ بھیروی ہزار جان سے فدا ہو گئے
ضرت اقدسؑ سے ملاقات کیلئے جموں سے قادیان آئے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اقدسؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو
ت لینے کا آغاز کیا تو اوّل نمبر پہ حضرت مولوی صاحب موصوفؓ نے بیعت کی۔ اور حضرت اقدس کی آپ
طرح اتباع کرتے تھے جیسے نبض حرکتِ قلب کی۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کی نسبت فرمایا ؎
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ؍ ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے
حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کی دختر نیک اختر حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ آپ کے عقد
میں آئیں۔ حضرت اقدسؑ کو آپ سے متعلق الہام ہوا "لا تصبون الی الوطن۔ فیہ تہان و تمتحن" اس کے
ہی وطن کا خیال بالکل محو ہو گیا اور قادیان میں مستقل ... نت اختیار کر لی۔ آپؓ ردِ تناسخ، فصل الخطاب
ن وغیرہ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ حضرت اقدسؑ ... کی وفات پر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ
طور پر خلیفۃ المسیحؓ منتخب کیا۔ آپ نے چھ سال خلافت کی ... ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شده ام دیگر از کرامات وغیره از وشان ہیچ
ندیده ام محض ایں سه امر دیده مرید اوشان گردیده ام
تین کرامتیں یکے اینکه مرزا صاحبؒ
علم ظاہری از صرف و نحو تا شرح ملّا
خوانده اند - وآں نیز بوقت ملازمت
انگریزاں مثل دیگراں فراموش کرده بودند
واکنوں آنچناں متبحّر نحریر عالم ہستند
که قصائد عربی و فارسی و اردو بکمال
فصاحت و بلاغت چہل چہل بیت
به یکدفعه بلا تامّل انشاء بنمایند -
و رموزات معانی قرآن شریف که ما
مردم را معلوم مے شوند از کتب
صوفیاء کرام معلوم میکرد نا علی الخصوص
از فصوص الحکم و فتوحاتِ مکّی شیخ اکبر
محی الدّین ابن عربیؒ - مگر آنچه اسرار
و رموزات معانی قرآن شریف از زبان
مرزا صاحب شنیده ام در ہیچ کتاب
ندیده ام و از ہیچ کس بجز
مرزا صاحب نه شنیده ام -
دوم اینکه روز و شب
مرزا صاحب در عبادتِ خدا عزّ و جلّ

جو مرید ہوا ہوں اُن کی اور کرامات ہ[illegible]
نہیں ہوا بلکہ یہ تین امر دیکھ کر ہوا
اوّل یہ کہ حضرت مرزا صاحب[illegible]
ظاہری علم صرف و نحو کا شرح ملّا تک [illegible]
ہے اور وہ بھی انگریزوں کی ملازمت کے و[illegible]
دوسرے علماء کی مانند بھلا دیا تھا اور[illegible]
ایسے متبحّر اور یگانہ روزگار عالم [illegible]
کہ قصائد عربی اور فارسی اور اردو کم[illegible]
فصاحت اور بلاغت کے ساتھ چا[illegible]
چالیس شعر یکدفعہ بلا تامّل لکھے چلے جاتے
اور قرآن شریف کے معانی کے رم[illegible]
کچھ ہم لوگوں کو معلوم ہیں وہ [illegible]
صوفیاء کی کتابوں ہی سے ہیں خص[illegible]
فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ شیخ اک[illegible]
محی الدّین ابن عربیؒ سے - مگر قرآن [illegible]
کے وہ اسرار اور معانی جو ہم
حضرت مرزا صاحب سے سُنے ہیں [illegible]
کسی کتاب میں دیکھے ہیں اور نہ سوا[illegible]
مرزا صاحب کے کسی اور شخص سے سُنے
دوم یہ کہ ہم نے حضرت م[illegible]
کو رات دن اللہ تعالیٰ کی عبا[illegible]

معروف و مشغول دیدہ ام ۔	معروف و مشغول دیکھا ہے ۔
سوم اینکہ در اشاعتِ دین	سوم یہ کہ دینِ اسلام کی اشاعت
چناں کمرِ ہمت بستہ اند کہ بے خوف	میں ایسے کمربستہ ہیں کہ بے خوف
و بے ہراس شدہ بادشاہاں و سلاطینِ	و ہراس تمام ملکوں اور شہروں کے
ہر دیار و امصار را دعوتِ اسلام	ملوک و سلاطین کو دعوتِ اسلام
کردہ اند ۔ چنانکہ ملکۂ زمان	دی ہے ۔ جیسا کہ ملکۂ زمان

اشاعتِ اسلام کی تڑپ :۔ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ میں یہ زبردست جوش تھا اور آپ کے دل میں یہ خواہش موجزن تھی کہ جلد اسلام کا سورج ساری دنیا پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو اور مغربی ممالک اسلام قبول کرلیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت سورج مغرب سے طلوع کریگا ۔ اسلئے آپ کی ہر دم یہی سعی تھی کہ تمام مغربی ممالک کے لوگ جلد حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں ۔ چنانچہ اس وقت تک آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کئی غیر ممالک میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے ۔ ان میں سے بیشتر ممالک میں باقاعدہ مشن جاری ہیں ۔ چودہ[۱۴] زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے ۔ اخبار اور رسائل اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے ۔ کئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور کئی تعمیر ہو رہی ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے ۔

ممالک یہ ہیں :۔ انگلستان (لنڈن) ۔ ہالینڈ ۔ جرمنی ۔ سکنڈے نیویا (ناروے و سویڈن وغیرہ) سوئٹزرلینڈ ۔ سپین ۔ اٹلی ۔ فرانس ۔ ہنگری ۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ (واشنگٹن ۔ نیویارک ۔ پٹسبرگ ۔ شکاگو ۔ ڈائرٹ)

(باقی دیکھو بر صفحہ ۹۶)

اینٹیگوا ۔ ارجنٹائن ۔ ٹرینیڈاڈ ۔

بادشاہ لنڈن را برائے شکستن شوکتِ
صلیبی وکفارہ وعقیدۂ تثلیت امر کردہ
بدین اسلام خواندہ اند و بادشاہِ جرمن
و فرانس و روس را نیز دعوۃ کردہ
فرمودہ اند کہ عقائد باطلہ خود را گزاشتہ
بہ اسلام گرائید و سلطان روم و

بادشاہ لنڈن کو صلیب کی شوکت اور
کفارہ اور تثلیث کے عقیدہ کو توڑنے
کی غرض سے دین اسلام کی دعوت دی اور
بادشاہ جرمن اور فرانس اور روس کو بھی دعوت
دی ہے کہ اپنے جھوٹے عقیدوں کو چھوڑ کر
اسلام قبول کریں۔ اور روم کے بادشاہ کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۔ مغربی افریقہ (نائجیریا۔ گولڈ کوسٹ (غانا)۔ سیرالیون) مشرقی افریقہ (زیرولا کینیا۔ یوگنڈا۔ ٹانگا نیکا) لائبیریا۔ فری ٹاؤن۔ سنیگاک۔ جزیرہ بالی۔ ماریشس۔ برٹش گی آنا۔ جاوا۔ سماٹرا۔ بورنیو۔ فلپائن۔ ملایا۔ ہانگ کانگ۔ جزائر فجی۔ ڈچ گی آنا۔ سنگاپور۔ سیلون۔ برما۔ ہندوستان۔ مسقط۔ ایران۔ عراق۔ عدن۔ لبنان۔ فلسطین متحدہ عرب جمہوریہ (مصر و شام) اور پاکستان کے ہر گوشہ میں جماعت احمدیہ کی شاخیں قائم ہیں۔ اللھم زد فزد

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"
(تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۹۱)

امیر عبد الرحمٰن بادشاہ کابل وغیرہ ہمہ را دعوت نمودہ کہ حمایتِ اسلام کنید۔ وہرگز خوف و ہراس در دلِ او شاں را نیافتہ۔

امیر عبد الرحمٰن کابل کے بادشاہ وغیرہ سب کو دعوت دی ہے کہ حمایتِ اسلام کریں اور کبھی اُن کے دل میں کوئی خوف و ہراس نے راہ نہیں پائی۔

(اشاراتِ فریدی جلد سوم صفحہ ۷۲ تا ۷۴ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی متعلق مہدیٔ معہود علیہ السلام

اور

رمضان المبارک میں کسوف و خسوف ہونے کے بارہ میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی شہادت

اور

حضرت اقدس علیہ السلام کے متعلق آپؒ کا اظہارِ عقیدت

(ماخوذ از اشاراتِ فریدی)

مقبوس بیست ہفتم۔ بوقت عشاء شب سہ شنبہ بیست ونہم از ماہ شعبان سال مذکور دولت پائے بوس و زیارت حضرت اقدس کہ عبادتے و سعادتے بہتر ازیں نیست میسر گشت۔ سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی و دربیان ردّ و قدح و ذمّ منکرین افتاد بود دانشمندے حاضر بود۔ وے

مقبوس ۲۷۔ بوقت عشاء منگل کی رات ۲۹ ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ حضرت خواجہ صاحبؒ کی پابوسی و زیارت کا شرف حاصل ہوا جس سے بہتر کوئی خوش نصیبی اور عبادت نہیں ہے۔ اس نشست میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور آپ کے منکرین کی مذمت اور ردّ و قدح کا ذکر چلا۔ ایک دانشمند حاضر تھا۔ اس نے

صفت و ثنا مرزا صاحب کرد حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ بدرجہ غایت خوش و مسرور شدند۔

بعد ازاں فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادتِ خدا عزّ و جلّ میگذارند۔ یا نماز میخوانند یا تلاوتِ قرآن شریف میکند یا دیگر شغل و اشغال مے نماید و برحمایتِ اسلام و دین چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکۂ زماں لنڈن[۵۱] را نیز دعوت دین محمدی کردہ است و

حضرت مرزا صاحب کی تعریف و ثنا بیان کی جس سے حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بہت ہی خوش اور مسرور ہوئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدائے عزّ و جلّ کی عبادت میں گذارتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں، یا قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور دینِ اسلام کی حمایت پر اسطرح کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکۂ زماں لنڈن کو بھی دین (اسلام) قبول کرنے کی دعوت دی ہے اور

---

[۵۱] سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے "مسیح موعود" بنا کر بھیجا تھا۔ آپؑ نے مسیحی اقوام کو خاص طور پر اسلام کی دعوت دی ہے۔ مورخہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو جب قیصرۂ ہند و گریٹ برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ ۶۰ سالہ جوبلی بڑی شان و شوکت کے ساتھ منائی گئی تو اس موقعہ پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنا فرضِ منصبی اس طور پر ادا فرمایا کہ آپ نے ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک رسالہ بنام "تحفۂ قیصریہ" شائع فرمایا اور ملکہ وکٹوریہ اور وائسرائے ہند اور لفٹیننٹ گورنر پنجاب کو بھجوایا۔ اس رسالہ میں نہ صرف آپ نے ملکۂ زماں کو بلکہ تمام عیسائیوں کو عقیدۂ تثلیث اور کفارۂ مسیح وغیرہ ترک کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور اسلام کی صداقت میں الٰہی نشان دکھلانے کی پیشکش کی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

(باقی بر صفحہ ۹۹)

شاہِ روس و فرانس وغیرہا را
دعوتِ اسلام نمود است
سعی و کوشش او را دریںست کہ
عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر
کفر است بگذارند و بتوحید خداوند

روس اور فرانس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں
کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا ہے اور اُنکی
تمام تر سعی و کوشش اس بات میں ہے کہ
وہ لوگ عقیدۂ تثلیث وصلیب کو جو کہ سراسر
کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید

حاشیہ ۹۸ - " خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے
کہ جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے
کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا
حال دریافت کیا ہے - یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت
یسوع مسیح اِن چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے، ایسے
متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو اُن پر کیا گیا ہے وہ یہی
ہے - یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں
کہ اگر کوئی طالبِ حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس
رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ
اور دُعا کی برکت سے وہ اُن کو دیکھ سکتا ہے اور اُن سے باتیں بھی
کر سکتا ہے اور اُن کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے - کیونکہ
میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی
رُوح سکونت رکھتی ہے - ......
میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ نشان
ظاہر ہو جائے - اور نہ صرف یہی بلکہ دُعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام

(باقی بر صفحہ ۱۰۱)

تعالیٰ بگردند و علماء وقت را بہ بینید
کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را
گذاشتہ صرف درپے ایں چنیں
نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت
و بر صراطِ مستقیم است و
راہِ ہدایت مے نماید افتادہ اند
و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ کلام عربی
او بہ بینید کہ از طاقتِ بشریہ خارج
است و تمام کلام او مملو از
معارف و حقائق و ہدایت است
و از عقائد اہل سنت والجماعت و
ضروریاتِ دین ہرگز منکر نیست۔
بعد ازاں فرمودہ اند کہ مرزا صاحب
بر مہدیت خود بسیار علامات بیان
کردہ مگر ازانمیاں دو علامات کہ
در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است

اختیار کرلیں - اور اس وقت کے علماء
حال دیکھو کہ دوسرے تمام جھوٹے فر
چھوڑ کر ایسے نیک مرد کے درپے ہوگئے
ہیں جو کہ اہل سنت والجماعت میں سے
اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ اور
ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور
اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ ان کے
عربی کلام کو دیکھو جو انسانی طاقتوں سے
بالا ہے اور ان کا تمام کلام معارف
حقائق اور ہدایت سے بھرا ہوا ہے
وہ اہل سنت والجماعت اور دین
ضروریات سے ہرگز منکر نہیں
اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فر
مرزا صاحب نے اپنے مہدی ہونے پر بہت سی
کی ہیں ان میں سے دو علامات انہوں نے خود اپنی
ضمیمہ انجام آتھم میں درج کی ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹ - زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو لیکن اگر کوئی نشان ظاہر
نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ ...... پایۂ تخت
کے آگے پھانسی دیا جاؤں - یہ سب الحاح اس لئے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ
معظمہ کو اس اسلام کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں
عیسائی مذہب بے خبر ہے۔"
(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۴)

[در] درجہ غایت بر دعوٰی مہدویت
[گ]واہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ
[ک]ہ در حدیث شریف آمدہ است
[بیان میں نزولِ مہدی] کہ قال النبی
[ص]لی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی
[م]ن قریۃ یقال لہا کدعہ
[و] یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع
[اص]حابہ من اقصی البلاد علی
[ع]دۃ اہل بدرٍ بثلاث
[مأ]ۃ وثلاثۃ عشر رجلا معہ

نہایت اعلیٰ اور بدرجہ غایت اُنکے دعوٰی مہدیت پر گواہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی اُس بستی سے ظاہر ہونگے جس کو کدعا کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی تصدیق کریگا اور دُور دُور کے شہروں سے اُن کے اصحاب جمع کریگا جن کی تعداد اصحاب بدر کے برابر یعنی تین سو تیرہ ۳۱۳ ہوگی اور اُن کے پاس ایک

---

[۱] سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں :۔

" اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اِس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعوٰی کرے اور اُس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالاتِ اسلام میں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام درج کرتا ہوں تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلتِ صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔" ... ۱۴۱ تا ۱۴۴
(حضور علیہ السلام نے تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب کی فہرست درج فرمائی ہے۔ دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صـــ)

صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیہا عدد اصحابہ باسمائہم و بلادہم و خلالہم۔

یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید مہدی از دہے کہ گفتہ شد اورا کدعہ کہ کدعہ دراصل معرّب کادیان است۔

کتاب ہوگی جس میں اُن اصحاب کی تعداد اُنکے نام اور ان کے شہروں کے نام اور اوصاف اُس چھپی ہوئی کتاب میں درج ہو

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسے گاؤں سے ہوگا کہ لوگ اسکو کدعہ کہتے ہونگے کدعہ اصل میں قادیان کا معرب ہے

ﷺ مندرجہ حدیث حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی نے اپنی کتاب جواہرالاسرار میں درج فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں اہل تشیع کی مشہور کتاب بحارالانوار جلد ۳ صفحہ ۱۹ میں بھی یہ حدیث آتی ہے کدعہ دراصل قادیان نام کو معرب کیا گیا ہے۔ معرب وہ لفظ ہوتا ہے جس کو عربی زبان میں استعمال کر لیا جائے۔ قادیان کا پہلا نام اسلام پور تھا۔ جب قادیان کے مؤسس اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ کو حکومتِ مغلیہ کی طرف سے اس علاقہ کا قاضی مقرر کیا گیا تو یہ شہر اسلام پور قاضی مشہور ہو گیا۔ پھر اسلام پور متروک ہو گیا اور صرف قاضی رہ گیا۔ اور ض اور د کا تلفظ عام طور پر تبدیل ہو جاتا ہے اس لئے لوگ قاضی کے بجائے قادی یا کادی کہنے لگے جو کدعہ کے بالمشابہ ہے۔ پھر (قاضی) جمع کی صورت میں قادیاں (قاضیاں) عوام الناس میں استعمال ہونے لگا۔ لفظ کدعہ کے لغوی معنے دفع اور دُور کرنے کے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح اس بستی میں پیدا ہونے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام پر حملہ آور ہونے والے مذاہبِ باطلہ کا دفاع کیا اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آپؑ نے حَکَم و عدل ہونے کے لحاظ سے جہاں مسلمانوں کے بعـ

(باقی بر صفحہ ۱۰۳)

کسوف خسوف کا ذکر
دوم اینست کہ او میگوید کہ در دار قطنی این حدیث از امام محمد باقرؓ روایت کردہ است کہ
ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ
ہر گاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء

دوسری علامت یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دار قطنی میں حضرت امام محمد باقرؓ سے مروی ہے کہ یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے کسی مدعی کے لئے یہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ یعنی رمضان شریف میں چاند کو اُسکی پہلی رات گرہن لگیگا اور سورج کو اُس کی درمیانی رات گرہن لگیگا۔ چونکہ ماہ اپریل ۱۸۹۴ء کی چھٹی تاریخ کو خسوفِ قمر اور کسوفِ شمس واقع

بقیہ حاشیہ ۱۰۲ ۔ اور اعمال کی اصلاح فرمائی وہاں عیسائیوں، یہودیوں، آریوں، دہریوں اور سکھوں کے عقائد باطلہ کو بھی باطل قرار دیا اور حقیقی اسلام کا روشن اور منور چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا ۔

انا انزلناہ قریبًا من القادیان و بالحق انزلناہ و بالحق نزل وکان امر اللہ مفعولا ۔ کہ ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُترا ہے اور جو خدا نے پہلے سے ٹھہرا رکھا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۵ صفحہ ۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں : ۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا ☆ میں خاک تھا اُسی نے ثُریّا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ☆ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا ☆ اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

هزده صد و نود و چهار ۱۸۹۴ء واقع شد۔ پس مرزا صاحب
برائے اتمام حجت خود را اطراف
و اکناف عالم اشتهار این معنی
ارسال کرد که این پیشگوئی که حضرت رسول الله
صلی الله علیه وسلم برائے ظهور مهدی موعود
فرموده بودند اکنون تمام شد است۔
بر همه واجب که بمهدیت من
اعتراف کنید و اقرار نمائید۔
پس مولویان وقت طفلانه سوال کردند
که از حدیث شریف این معنے برمے آید
که از اول شب رمضان خسوف
قمر شود و دریں ماه رمضان کسوف
شمس گردد۔ و این خسوف بتاریخ
سیزده هم رمضان واقع گشته و
کسوف بتاریخ بست و هشتم رمضان
بوقوع آمده۔ این خلاف منطوق
حدیث است۔ آں خسوف و کسوف
دیگر خواهد بود که در زمان مهدی
برحق وقوع یابد[1]

ہوگیا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب نے اپنی
طرف سے اتمام حجت کے لئے تمام دنیا کے
اطراف و اکناف میں ان معنوں کا اشتہار
شائع کیا ہے کہ یہ پیشگوئی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کے ظاہر ہونے
کے متعلق بیان فرمائی تھی اب پوری ہوگئی ہے
ہر ایک پر واجب ہے کہ میرے
مہدی ہونے کو تسلیم کریں اور اقرار کریں۔
مگر اس زمانہ کے مولویوں نے یہ طفلانہ سوال کیا ہے
کہ حدیث شریف سے یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں
کہ رمضان شریف کی پہلی رات کو چاند گرہن
ہوگا۔ اور اسی ماہ رمضان میں سورج کو
بھی گرہن ہوگا۔ اور یہ چاند گرہن رمضان کی
تیرھویں تاریخ کو واقع ہوا ہے۔ اور
سورج گرہن رمضان کی اٹھائیسویں تاریخ
کو واقع ہوا ہے اور یہ بات حدیث شریف
کے فرمان کے خلاف ہے۔ وہ کسوف خسوف
کوئی اور ہوگا جو کہ مہدی برحق کے
زمانہ میں واقع ہوگا۔

---

[1] ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حدیث کی صحت
(باقی بر ۱۰۵)

بقیہ حاشیہ ۔ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

" اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اِس حدیث کو موضوع ٹھہرایا ہے تو اُن میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو جس نے لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اِس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کرسکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کرینگے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرا لو ۔ ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کے لئے صحیح حدیثوں کو جو علمائے ربّانی نے لکھی ہیں موضوع ٹھہراتے ہو ۔" (تحفہ گولڑویہ ص۴۵-۴۶)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :۔

" یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف کی گواہی صحتِ حدیث کسوف وخسوف کی نسبت صرف ایک گواہی نہیں ہے بلکہ دو گواہیاں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ وجمع الشمس والقمر جو پیشگوئی کے طور پر بتلا رہی ہے کہ قیامت کے قریب جو مہدیٔ آخر الزّمان کے ظہور کا وقت ہے چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہو گا ۔ دوسری گواہی اِس حدیث کے صحیح مرفوع متصل ہونے پر لا یظھر علٰی غیبہ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول میں ہے ۔ کیونکہ یہ آیت علمِ غیب صحیح اوصاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان لمھدینا کی حدیث بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ۔"

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۴۷)

(بقیہ حاشیہ دیکھو بر ص۱۰۶)

آنچہ مرزا صاحب معنیٔ حدیث شریف مذکور بیان نمودہ و مولویان منکران را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است کہ برائے تائید و تصدیق مہدیٔ ما دو نشان مقرر اند۔ ازاں مدت کہ آسمانہا و زمین پیدا شدہ اند آں دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ و آں دو نشان اینست کہ در وقت ادعاء مہدی موعود خسوف قمر دراں اوّل شب خواہد بود کہ آں

حضرت مرزا صاحب نے مذکورہ حدیث کے کیا معنے کئے ہیں اور منکر مولویوں کو کیا جواب دیا ہے؟ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ حدیث شریف کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کیلئے دو نشان مقرر ہیں اس وقت سے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے یہ دونوں نشان کسی مدعی کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ مہدیٔ موعود کے دعویٰ کے وقت چاند گرہن پہلی رات کو ہوگا اور وہ چاند گرہن کی تین راتوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵ - پھر حضور علیہ السلام اس حدیث شریف کے متعلق یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں :—

"چونکہ نشان کے نیچے ہمیشہ ایک اشارہ ہوتا ہے کہ ان کے اندر ایک تصویری تفہیم منقوش ہوتی ہے اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف کے نشان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علماء محمدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہئیں تھے اُس وقت اُن کا نورِ فراست جاتا رہیگا - اور مہدی کو شناخت نہیں کریں گے - اور تعصّب کے گرہن نے اُن کے دل کو سیاہ کر دیا ہوگا - اس لئے اس امر کے اظہار کے لئے ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا -" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۲-۶۳)

شب از سہ شب خسوف اوّل ست۔
یعنی شب سیزدہم از رمضان۔ وکسوف
شمس دراں روز خواہد بود کہ از ایام
کسوف درمیانہ روز است یعنی بیست و ہشتم
از رمضان۔

بعد ازاں حضور فرمودند کہ
بے شک معنے حدیث شریف ایں
چنیں است کہ مرزا صاحب بیان
کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ
بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم
ماہ واقع مے شود۔ وکسوف شمس
ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم
یا بیست و نہم ماہ بوقوع مے آید۔
پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم
از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہارم
عیسوی واقع شدہ است دآں بتاریخ
سیزدہم رمضان کہ اوّل شب از
شبہائے کسوف است بوقوع آمدہ و
کسوف درمیانہ روز از روزہا کسوف
شمس واقع گشتہ است۔

بعد ازاں سبحہ مبارک

میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں ۱۳ رات ہے
اور سورج گرہن اس دن ہوگا کہ
سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانہ
دن یعنی ماہ رمضان کی اٹھائیسویں
تاریخ ہے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ
بے شک حدیث شریف کے معنے اسی
طرح سے ہیں جسطرح حضرت مرزا صاحب نے
بیان فرمائے۔ کیونکہ چاند گرہن ہمیشہ
مہینہ کی ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ تاریخ کو
ہی واقع ہوتا ہے۔ اور سورج گرہن
ہمیشہ مہینہ کی ۲۷ یا ۲۸ یا ۲۹
تاریخ کو ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔
پس چاند گرہن جو بتاریخ ۶ / ماہ اپریل
۱۸۹۴ء عیسوی کو واقع ہوا ہے
وہ ماہ رمضان المبارک کی تیرھویں
تاریخ ہے جو کہ چاند گرہن کی راتوں
میں سے پہلی رات ہے۔ اور سورج
گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن
سورج گرہن ہوا ہے (اور وہ ماہ رمضان کی
۲۸ / تاریخ ہے) بعد ازاں حضرت خواجہ صاحبؒ نے

بر سر پر نہادہ و نماز عشاء باجماعت گزاردند بندہ نیز درآں جماعت داخل بود۔"

تسبیح (مالا) مبارک چارپائی پر رکھی اور نماز عشاء باجماعت ادا فرمائی۔ اور یہ عاجز (رکن دین) بھی نماز باجماعت میں شامل ہوا

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۶۹ تا ۷۲ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۰ھ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہدی معہود ہونے سے متعلق حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

(ماخوذ از اشارات فریدی)

مقبوس پنجاہ و ششم۔ بعد از نماز ظہر روز سہ شنبہ بتاریخ بیست و ہفتم رمضان المبارک سیزدہ صد و چہار دہم ہجری المقدس دولت پائے بوس و زیارت حضرت اقدس کہ عبادتے وسعادتے بہتر ازیں نیست میسّر گردید ...... اندریں اثناء حافظ گموں سکنہ حدود گڑھی اختیار خاں بہ نسبت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد۔ ہمینکہ چہرۂ انور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ متغیّر گردید و برآں حافظ

(ترجمہ) مقبوس ۵۶

بعد از نماز ظہر بروز منگل بتاریخ ۲۷ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ حضرت خواجہ صاحبؒ کی پابوسی اور زیارت کا شرف حاصل ہوا جس سے بہتر کوئی عبادت اور سعادت نہیں ..... اسی اثناء میں حافظ گموں سکنہ حدود گڑھی بختیار خاں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے متعلق نامناسب اور ناروا باتیں کہنی شروع کیں اسوقت حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ کا چہرہ مبارک متغیّر ہو گیا اور آپ نے اُس

بانگ زدند و زجر نمودند - وے عرض کرد کہ قبلہ چوں حالات و صفات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام و اوصاف مہدی موعود در مرزا صاحب یافتہ نمیشود چگونہ اعتبار کنیم کہ اوست عیسیٰ و مہدی. حضور خواجہ ابقاہ اللہ ببقائہ فرمودند کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند آنچناں نیستند کہ در دلہائے مردم نشستہ است - چہ عجب کہ ہمیں مرزا غلام احمدؐ قادیانی مہدی باشد - چہ در حدیث شریف آمدہ کہ دوازدہ دجّال اند - پس چنداں مہدی اند - و در حدیثے وارد شدہ است کہ عیسیٰ و مہدی یکے است[1]

حافظ کو تنبیہہ کی اور اُسے ڈانٹا۔ اُس حافظ نے عرض کی کہ قبلہ! جبکہ مرزا صاحب میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے حالات اور صفات اور مہدی موعود کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو ہم کس طرح اعتبار کریں کہ وہ عیسیٰ اور مہدی ہیں حضور خواجہ صاحب ابقاہ اللہ ببقائہ نے فرمایا کہ مہدی کے اوصاف پوشیدہ اور چھپے ہوئے ہیں وہ اوصاف ایسے نہیں جیسے لوگوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ یہی مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی مہدی ہوں - جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بارہ ۱۲ دجّال ہیں - پس اسی قدر مہدی ہیں - اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ہے

---

[1] اس حدیث کی ایک اور حدیث سے بھی توثیق ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی مہدی قرار دیا ہے - جیسا کہ فرمایا :-

"یوشك من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماما مهديا و حكما عدلا۔" (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے کوئی زندہ رہے اور وہ "عیسیٰ بن مریم امام مہدی" فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے سے ملے۔ (باقی بر صفحہ ۱۱۰)

بعد ازاں فرمودند کہ شرط نیست	اس کے بعد فرمایا کہ یہ کوئی شرط نہیں ہے
کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال	کہ مہدی کی تمام علامات جو کہ لوگوں کے
و فہم مردم کہ در دلہائے خود	دلوں میں انکے اپنے خیال اور فہم کے مطابق
پنداشتہ اند ظاہر شوند ۔ بلکہ	بیٹھی ہوئی ہیں ظاہر ہو جائیں ۔ بلکہ
حافظا ! امر دیگر گوں است ۔ اگر	اے حافظ ! بات دوسری طرح ہے ۔ اگر
چنیں بودے کہ مردم خیال می کنند	اسی طرح ہوتا جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں
پس اورا ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ	تو تمام دنیا مہدی برحق کو جان لیتی
باو ایمان آوردے ۔ چنانکہ پیغمبراں	اور اس پر ایمان لے آتی جیسا کہ پیغمبر ایں

بقیہ حاشیہ ص ۱۰۹ ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"کیف تھلک امۃ انا اوّلھا و عیسی بن مریم اٰخرھا ۔"

(کنز العمال جلد ۷ ص ۲۰۳ و ابن ماجہ)

یعنی وہ اُمت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں میں ہوں اور اس کے آخر میں "عیسیٰ بن مریم" ہیں ۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک "عیسیٰ بن مریم" کے علاوہ "مہدی" کا کوئی الگ وجود ہوتا تو آپؐ ان کا بھی ذکر فرماتے ۔ پس آپ نے "مسیح موعود" اور "مہدی" کو ایک ہی وجود قرار دیا ہے اور محدثین نے خصوصاً حضرت امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اپنی کتب میں "مہدی" کے لئے کوئی الگ باب نہیں باندھا ۔ بلکہ "مہدی" کی احادیث کو مجروح قرار دیکر صرف حضرت "عیسیٰ بن مریم" ہی کا ذکر کیا ہے ۔ کیونکہ ان کے نزدیک "مسیح" کے علاوہ "مہدی" کا کوئی الگ وجود ظاہر ہونے والا نہ تھا ۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم سے مسیح موعود کو ہی مہدی کی صفات کا حامل ٹھہرایا ہے ۔ منہ

امت ہر نبی چند گروہ شدے
بعضے کساں کہ حال آں پیغمبر
بر (ایشاں) مکشوف شدے پس آنہا ایمان مے
آوردند۔ و بر بعضے کساں حال آں
پیغمبر مشتبہ مے شد۔ و بر بعضے کساں ہرگز
حال آں پیغمبر مکشوف نہ میگشت ازیں
سبب ہمیں گروہ انکار آورد و کافر شد۔
اگر بر تمام امت ہر پیغمبر حال آں
پیغمبر مکشوف شدے ہمہ مسلمان بودند۔
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم
در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند
و چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض
علامات را مطابق پندار و فہم و وہم
خود نیافتند پس براں کساں
کہ امر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مکشوف
شد ایشاں ایمان آوردند و بر آں گروہ
کہ مکشوف نہ شد انکار کردند۔ ہم چنیں
حال مہدی است۔ پس اگر مرزا صاحب
مہدی باشد کدام امر مانع است۔"

کہ ہر نبی کی امت کئی گروہ ہو گئی۔
بعض پر اس پیغمبر کا حال ظاہر ہو
گیا وہ اس پر ایمان لاتے رہے۔
اور بعض پر اس پیغمبر کا حال مشتبہ
رہا اور بعض پر اس پیغمبر کا حال
ظاہر ہی نہ ہوا۔ اس وجہ سے
اس گروہ نے انکار کر دیا اور کافر ہو گیا
اگر ہر نبی کی امت پر اپنے وقت کے نبی کا
حال منکشف ہو جاتا تو تمام مسلمان ہو جاتے
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
کہ آنحضرت صلعم کے اوصاف و علامات
کتب سماویہ میں لکھے ہوئے تھے اور
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظاہر
ہوئے اور مبعوث ہو گئے تو انہوں نے
بعض علامات کو اپنی سمجھ اور فہم اور
خیال کے مطابق نہ پایا۔ پس جن لوگوں پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ظاہر
ہو گیا تو وہ ایمان لے آئے اور جس گروہ
پر آپکا حال نہ کھلا انہوں نے انکار کر دیا۔
اسی طرح مہدی کا حال ہے۔ پس اگر مرزا صاحب
مہدی ہوں تو کونسی بات مانع ہے۔

(اشاراتِ فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۲۳-۱۲۴)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کا علماء کے مطالبہ پر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف

فتوائے کفر پر دستخط کرنے سے انکار!

(ماخوذ از اشاراتِ فریدی)

مقبوس ہشتاد و سوم - بوقت ظہر روز جمعہ چہارم از ماہ ذی الحجہ سال سیزدہ صد و چہار دہم ہجری المقدس - دولت پائے بوس و زیارت حضرت اقدس کہ عبادتے و سعادتے بہتر ازیں نیست میسر شد ...... بعد ازاں مولوی غلام دستگیر قصوری کہ

مقبوس ۸۳ - بوقت ظہر بروز جمعۃ المبارک ۴ ر ذوالحج ۱۳۱۴ھ

حضرت خواجہ صاحب کی پابوسی اور زیارت کا شرف حاصل ہوا جس سے بہتر کوئی عبادت اور سعادت نہیں ہے .... اِس کے بعد مولوی غلام دستگیر قصوری جو کہ

---

[1] سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب مخالف علماء کو دعوتِ مباہلہ دی تو "مولوی غلام دستگیر قصور لاہور" کو بھی وہ دعوت نامہ ارسال فرمایا تھا۔ چنانچہ مولوی غلام دستگیر قصوری اِس شرط پر مباہلہ کے لئے تیار ہو گیا کہ عذاب الٰہی جلدی نازل ہو اور اُس نے اپنی کتاب "فتح رحمانی" کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں مباہلہ کی دُعا بھی لکھی جس کے نتیجہ میں جلد ہی طاعون کے عذاب میں گرفتار ہو کر موت کا شکار ہو گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اِن نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اُس نے اپنے

(باقی بر صہ ۱۱۳)

بمرزا غلام احمد قادیانی مخالفت کمال
میداشت و بر دے فتوئ کفر [5]
نوشتہ بود بیامد و آداب بجا
کردہ بہ نشست و چند کتب
از مصنفات مرزا غلام احمد
قادیانی کہ در بغل سے داشت
پیش نہاد - از ہر یک کتاب
مقامات را کہ نشان کردہ بود
پیش گاہ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ
ببقائہ ونفعنا وایاکم ببقائہ یک یک

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ کمال
مخالفت رکھتا تھا اور اس کے پاس حضرت
مرزا صاحب کے خلاف کفر کے فتوے لکھے ہوئے تھے
حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آیا اور آداب بجا
لاکر بیٹھ گیا اور چند کتب حضرت مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی کی تصنیف کی جو کہ اپنی بغل میں دبائے
ہوئے تھا حضرت خواجہ صاحب کے سامنے
رکھدیں اور ہر ایک کتاب کے وہ مقامات جن
پر اس نے نشان لگائے ہوئے تھے ایک ایک کرکے حضرت
خواجہ صاحب ابقاہ اللہ ببقائہ ونفعنا وایاکم ببقائہ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲ - رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کہ یا الٰہی
اگر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب پر حق پر نہیں تو مجھے موت
دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوٰی میں حق پر نہیں تو اُسے
مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اسکے بہت جلد خدا نے اُسکو موت دیدی -
دیکھو کیسا صفائی کا فیصلہ ہو گیا - اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردّد ہو
تو اُس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو آزمائے " (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱-۴)

ف۵ - مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف
فتوئ کفر حاصل کرنے کیلئے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
پاس چاچڑاں شریف پہنچے تھے مگر خائب و خاسر لوٹے - دیکھیں رسالہ اشاعۃ السنہ
جلد ۱۸ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ - منہ

بر میخواند و مے گفت کہ ببینید کہ اینجا توہینِ حضرت عیسٰے علیہ السلام و اینجا اہانت دیگر انبیاء علیہم السلام کردہ است و حقیقتِ حال آنست مرزا صاحب جہۃ ردّ نصاریٰ و یہود از انجیل و تورات کہ ہر دو محرّف اند و ازاں کتب ایں انواع مذمات مفہوم مے شوند۔ درکتب خویش نوشتہ بود۔ مگر مولوی را اطلاع بر ایں معنیٰ نہ شدہ است[1]

سامنے پڑھتا اور کہتا۔ دیکھیے! اس جگہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین کی ہے اور اِس جگہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ اور حقیقتِ حال یوں ہے کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں اور یہودیوں کی تردید کے پیش نظر انجیل اور تورات (جن میں تحریف ہو چکی ہے) سے اس قسم کی مذموم باتیں جو اِن کتابوں میں پائی جاتی ہیں اپنی کتابوں میں نقل کی تھیں۔ لیکن مولوی غلام دستگیر کو اِس حقیقت سے آگاہی نہ تھی۔

---

[1] سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا طریق کلام اختیار کرنے کی یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ :۔

"ہمیں پادریوں کے یسوع اور اُس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر آمادہ کیا کہ اُن یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ پس اس طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے، ہمیں اِس بات کیلئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی اُن کے یسوع کے

(باقی بر ص [illegible])

ازیں جہت بہ پیشگاہ حضور نکوہش مرزا صاحب بیان کرد	اس وجہ سے اُس نے حضرت خواجہ صاحب کے سامنے حضرت مرزا صاحب کی مذمت کی
اما حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ ہمہ تقاریر او را شنیدہ ہیچ جوابش نہ فرمودند - بعد ازاں	حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تمام تقریر کو سُنا اور اُس کو کوئی جواب نہ دیا - اس کے بعد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴ - کسی قدر حالات لکھیں - اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا - اور پادری اِس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا - اور حضرت موسیٰؑ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنیوالے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے - پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اُس کو نبی قرار دیں - نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں ورنہ نہ معلوم خدائی غیرت کیا کیا اُن کو دکھلائے گی - " (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹ تا ۱۰ حاشیہ)

پھر آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" حضرت مسیحؑ کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے مُنہ سے نہیں نکلا - یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے - ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور آنیوالے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰؑ کو ڈاکو کہا ہو

(باقی بر صفحہ ۱۱۶)

مولوی غلام احمد صاحب اختر عرض کرد کہ قبلہ آنچہ مرزا صاحب نوشتہ است اور میگوید نصاریٰ را کہ آنچہ در انجیل و تورات شما کہ محرّف اند نوشتہ شدہ است کہ یسوع ابن اللہ است وبہ تثلیث وکفارہ قائل شدہ اید و دیگر قبائح واہانات کہ نسبت یسوع و دیگر انبیاء علیہم السلام از انجیل و تورات برمے آیند۔ ایں سراسر بہتان است۔ و ایں چنیں

جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر نے عرض کی کہ قبلہ! جو کچھ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے لکھا ہے وہ عیسائیوں کو کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری انجیل اور تورات (جو کہ محرّف ہیں) میں لکھا ہوا ہے کہ یسوع اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور یہ کہ تم تثلیث اور کفارہ کا عقیدہ رکھتے ہو اور دیگر بری باتیں اور توہین جو کہ یسوع اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق انجیل اور تورات سے ظاہر ہوتی ہیں یہ سب باتیں سراسر بہتان ہیں اور ایسے ہی

بقیہ حاشیہ ۱۱۵ - اس لئے میں نے فرضِ محال کے طور پر اُس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاءؐ کا مصدّق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ حاشیہ)

آپ نے تورات اور انجیل سے حوالہ جات پیش کرکے عیسائیوں کے فرضی یسوع کی حیثیت کو ظاہر کیا ہے۔ ورنہ آپ تو خود مثیلِ مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور آپ ان کو کیسے توہین آمیز الفاظ میں یاد فرما سکتے تھے جن کے مثیل اور بروز ہونے کے آپ خود مدعی ہیں۔ اور جن کی صداقت کا قرآن مجید اقرار کرتا ہے۔ منہ

یسوع نیز مفروضے است و آنحضرت
عیسیٰ علیہ السلام کہ از نبوت او
و اوصاف او و معجزات او قرآن
شریف خبر مے دہد او عبد اللہ
است و او نبی اللہ است و او
نورِ چشمانِ ما ست۔ پس مناسب است
کہ دینِ ایں یسوع را کہ شما در دلہا
خود قرار دادہ آید بگزارید و ترک
کنید و در حق حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب و شتم
و فحش نگوئید۔ و دینِ اسلام
او را قبول کنید۔ ورنہ من
ایں یسوع مفروضے شما را زیادہ تر
نکوہش خواہم کرد۔ حضور
خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ فرمودند۔
آرے۔ ایں چنیں است۔

بعد ازاں مولوی غلام دستگیر
مذکور عرض کرد۔ کہ آں خط حضور
بنام مرزا صاحب قادیانی نوشتہ اند
مرزا صاحب آں خطِ حضور را در
کتاب خود ضمیمہ انجام آتھم نوشتہ

یسوع بھی ایک فرضی شخصیت ہے
اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ جن کی
نبوت اور اوصاف اور معجزات کے متعلق
قرآن شریف خبر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا
بندہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے اور
وہ ہماری آنکھوں کا نور ہے۔ پس بہتر ہے
کہ اس یسوع کا مذہب جسے تم نے اپنے
دل میں بٹھایا ہوا ہے اس کو چھوڑ دو
اور ترک کر دو اور حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گالی گلوچ
اور فحش باتیں نہ کہو اور آنحضرت صلعم کے
پیش فرمودہ دین اسلام کو قبول کرلو ورنہ
میں تمہارے اس فرضی یسوع کی اس سے زیادہ
خبر لونگا۔ (تمہاری کتابوں سے) حضرت خواجہ
ابقاہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک۔
حقیقت اسی طرح ہے۔

بعد ازاں مولوی غلام دستگیر مذکور
نے عرض کیا کہ وہ خط جو حضور نے
مرزا صاحب قادیانی کو لکھا ہے۔
مرزا صاحب نے حضور کے اس خط کو اپنی
کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں درج کرکے

طبع کنانیده است و دراخبارات
نیز آنرا مطبوع کنانیده در اطرافِ
عالم شائع گردانیده است و آں
خطِ حضور را سندِ قوی برحقانیت
خویش و حجّت برجستہ بر علمائے
وصلحائے تمام روئے زمین گرفتہ است
و مے گوید کہ ببینید کہ ایں
چنیں شیخ اکبر و اعظم و مقتدائے
تمام جہان است برصحتِ حالِ من
اقرار دارد و مرا از عباد اللہ
الصالحین داند ۔ پس حضور را
باید کہ بر او سروکار ندارند و
بعلمائے جہان حمایت فرمایند ۔
بدیں طریق کہ بریں فتاوٰی کہ ما
بر ردّ و انکار او نوشتہ ایم
حضور بر کفرِ او فتوٰی خود
نویسند ۔ مگر حضور خواجہ ابقاہ
اللہ تعالےٰ ببقائہٗ بریں فتوٰی مذکور
اصلاً دستخط خود نہ کردند ۔
...... آنگاہ فرمودند کہ مرزا
غلام احمد قادیانی ہم برحق است

شائع کر دیا ہے اور اخبارات میں چھپوا
کر دنیا کے چاروں طرف شائع کر
دیا ہے ۔ اور حضور کے اس خط کو
مرزا صاحبؒ نے اپنی سچائی کی مضبوط
سند قرار دی ہے اور تمام روئے زمین
کے علماء و صلحاء پر نمایاں طور پر حجت قرار
دی ہے اور وہ (حضرت اقدس مرزا صاحبؑ) کہتے
ہیں کہ دیکھیئے! اس طرح شیخ اکبر و اعظم جو
جہان کے مقتداء ہیں میرے موقف کی صحت
کے معترف ہیں ۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ کے
صالح بندوں میں سے جانتے ہیں ۔ پس حضور کو
چاہیئے کہ اس سے سروکار نہ رکھیں اور
دنیا کے علماء کی حمایت فرمائیں ۔ اور
وہ اس طرح کہ حضور بھی ان فتووں پر
جو ہم نے ان (مرزا صاحبؑ) کے انکار اور ردّ
میں لکھے ہیں حضور بھی آپ کے کفر کا فتوٰی خود
لکھ دیں ۔ مگر حضرت خواجہ صاحبؒ ابقاہ
اللہ تعالیٰ ببقائہٗ نے اس فتوٰی پر ہرگز
اپنے دستخط نہ کیئے ......
اسوقت حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ
مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی حق پر ہیں ۔

و در معاملہ خود راست وصادق
است و ہمیشہ پاس در عبادت
حق سبحانہ غرق است و جہت
ترقی اسلام و اعلائے امر دین
متساعی بجان است ۔ ہیچ
امرے در وے مذموم و قبیح
نمے بینم ۔ اگر دعوی مہدویت
و عیسویت کردہ است آنہم
ازاں امر ست کہ جائز است ۔

اور اپنے معاملہ میں راستباز اور صادق
ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ
کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام
کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے
دل وجان سے کوشاں ہیں ۔ میں اُن میں
کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا
اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونیکا
دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایک ایسی
بات ہے جو جائز ہے ۔

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق پادری عبداللہ آتھم کی موت

اور اس کے متعلق

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

جنڈیالہ ضلع امرتسر میں عیسائیوں کا مشن تھا۔ وہاں کے ایک مسلمان محمد بخش پاندھا نے عیسائیوں کو انکی تبلیغی مساعی میں ناکام کر دیا۔ اس پر عیسائی مشن کے انچارج پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے مباحثہ کا چیلنج دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چیلنج قبول کرتے ہوئے پادری مارٹن کلارک کو لکھا کہ آپ کا خط بنام مسلمانانِ جنڈیالہ میں یہ پڑھ کر کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے تو میری روح اس وقت بول اُٹھی کہ ہاں میں ہوں جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا اور سچائی کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے عیسائیوں کے مناظر پادری عبداللہ آتھم کے ساتھ ۲۲ رمئی سے ۵ رجون ۱۸۹۳ء تک مباحثہ کیا۔ آخری دن حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ پیشگوئی بیان فرمائی کہ:-

"اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے"

(جنگ مقدس ص ۱۸۸)

پھر آپ نے پادری عبداللہ آتھم عیسائی مناظر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اگر یہ نشان پورا ہوگیا تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونیکے بارہ میں جن کو آپ اپنی کتاب اندرونہ بائیبل صفحہ ۷۰ میں معاذ اللہ دجّال کے لفظ سے یاد کرتے ہیں محکم دلیل ٹھہرے گی یا نہیں؟

یہ پُرہیبت اور رُعبناک پیشگوئی سُنکر پادری آتھم کا رنگ فق ہوگیا اور اُس نے نہایت انکساری سے زبان باہر نکال کر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا کہ توبہ توبہ میں نے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دجّال نہیں کہا اور رجوع الی الحق کا آغاز کر دیا - پھر پیشگوئی کی میعاد میں اُس نے اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک لفظ تک بھی نہ کہا۔ نہ تحریر میں لایا - ڈرا اور خوف کی وجہ سے اُس کو سانپ اور مسلّح آدمی اس پر حملہ کرتے ہوئے نظر آنے لگے - آتھم صاحب اپنا خوف اور قلق دُور کرنے کے لئے لدھیانہ اور فیروز پور گئے - مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی - آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کہ توبہ اور رجوع سے وعیدی پیشگوئیاں ٹل جایا کرتی ہیں۔ رجوع الی الحق کرنے کی بناء پر پادری عبداللہ آتھم کو موت کے ہاویہ سے بچا لیا - حضرت اقدس علیہ السلام کو اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے اس الہام کے ذریعہ دی کہ اطلع اللّٰہ علی ھمّہ و غمّہ و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلاً و لا تعجبوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - یعنی اللہ تعالیٰ نے آتھم کے ہم و غم پر اطلاع پائی - تو رّبانی سنت میں تغیر و تبدل نہ پائیگا - کچھ تعجب نہ کرو اور غمناک مت ہو غلبہ تمہیں کو ہوگا - اگر تم سچے مومن ہو - پادری عبداللہ آتھم کے موت سے بچنے پر

عیسائیوں اور مولویوں نے خوشی سے شادیانے بجائے کہ نعوذ باللہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حالانکہ پیشگوئی میں یہ شرط موجود تھی کہ "فریق مخالف ہاویہ میں گرایا جائے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے"۔ اور آتھم نے اپنے عمل سے رجوع ثابت کردیا مگر خدا رسیدہ اور باطنی نور رکھنے والے جانتے تھے کہ وعیدی پیشگوئی خواہ اس میں کوئی شرط ہو یا نہ ہو توبہ اور رجوع سے ٹل جایا کرتی ہے۔ انہیں اہل اللہ میں سے وحید الدہر و فرید العصر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا وجود مبارک تھا۔ آپ نے اس موقعہ پر انتہائی غیرتِ اسلامی کا ثبوت دیا۔ وہ اس طرح کہ

"نواب صاحب بہاولپور (نواب صادق محمد خاں نواب دہم وفات سہ شنبہ ۳ شوال ۱۳۱۶ھ) کے دربار میں حضرت اقدس علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ذکر چھڑ گیا۔ اور مصاحبین نے کہنا شروع کردیا کہ مرزا صاحب نے آتھم کی موت کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی وہ جھوٹی نکلی۔ یہ ہنسی اور مذاق دیر تک ہوتا رہا یہاں تک کہ اس تمسخر میں خود نواب صاحب بھی شریک ہو گئے۔ اور کہنے لگے واقعہ میں یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ یہ سننا تھا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف والے جو نواب صاحب کے پیر و مرشد تھے اور دیر سے خاموش بیٹھے یہ سب کچھ سن رہے تھے جوش میں آگئے اور فرمانے لگے کون کہتا ہے کہ آتھم زندہ ہے۔ مجھے تو اس کی لاش نظر آ رہی ہے۔"

(الحکم ۲۱، ۲۸ جون ۱۹۴۱ء و تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۳۴۰ و الفضل ۲ مئی و یکم دسمبر ۱۹۵۹ء)

اور حقیقت بھی یہی تھی کہ زندہ خدا کی پیشگوئی کا رعب آتھم کو ہلاک کر چکا تھا۔ گو بظاہر توجہ اور رجوع سے موت کے ہاویہ میں نہ گرا مگر نور معر

رکھنے والے جانتے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابل پر آتھم اپنے رجوع الی الحق کا اقرار نہ کرنے اور قسم نہ کھانے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں موت کا شکار ہو جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو اُس وقت کشفاً آتھم کی لاش دکھا دی گئی ہو ۔ واللہ اعلم بالصواب

غرض جب عیسائیوں اور مخالف مسلمانوں نے غلط پروپیگنڈا کرنے میں کوئی کمی نہ کی تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چیلنج دیا کہ اگر آتھم نے پیشگوئی کے رعب اور خوف سے حق کی طرف رجوع نہیں کیا تو اِس عقدہ کے حل کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ قسم کھائے یا عدالت میں نالش کر کے مجرم کو قرار واقعی سزا دلائے ۔ مگر وہ حقیقت کو جانتا تھا اِس لئے قسم کھانے پر آمادہ نہ ہُوا اور یہ بہانہ بنایا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے ۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اُسے لکھا کہ عیسائی مذہب میں قسم کھانا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے ۔ عیسائیوں کے سبھی افسر اپنا عہدہ سنبھالتے وقت قسم کھاتے ہیں ۔ پولوس نے قسم کھائی اور پطرس نے بھی قسم کھائی ۔ نبیوں اور فرشتوں نے بھی قسم کھائی ۔ خود مسیح نے قسم کھائی ۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے قسم کھانے پر اُس کے لئے یکے بعد دیگرے ایک ہزار پھر دو ہزار پھر تین ہزار روپیہ انعام مقرر کیا اور آخری اشتہار میں انعام کی رقم کو چار ہزار روپیہ تک بڑھا دیا مگر آتھم نے قسم نہ کھائی اور حق کو چھپایا ۔ اِس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر لکھا کہ :۔

"اب اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں (کہ وہ پیشگوئی سے مرعوب نہیں ہوئے اور نہ ہی رجوع کیا) تو وعدہ ایک سال قطعی اور

یقینی ہے .... اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کرکے دنیا کو دھوکا دینا چاہا۔ .... اور وہ دن نزدیک ہیں دُور نہیں۔ اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں۔ اور ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۳ ص۲۷ اشتہار انعامی چار ہزار ص۱۱)

چنانچہ آتھم صاحب نے قسم نہ کھائی اور اِس آخری اشتہار کی پیشگوئی کے مطابق آتھم صاحب سات ماہ کے عرصہ میں ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور وفات پا گئے۔ جس سے اسلام کی صداقت اور فتح کا ایک اور زبردست نشان ظاہر ہوا۔ بعد ازاں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے مخالفین کے سامنے یہ چیلنج پیش کیا کہ :-

" اگر کسی صاحب کا یہ خیال ہو کہ آتھم پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ ہم نے اُس کے قتل کرنے کے لئے کبھی تلواروں والے آدمی بھیجے۔ کبھی اُن کے پیچھے سانپ چھوڑے۔ کبھی کتے سدھا کر پیچھے لگا دیئے وغیرہ وغیرہ تو ایسا شخص اِس مضمون کی قسم کھائے پھر اگر وہ ایک سال تک بچ جائے تو مَیں اِس پیشگوئی کے غلط نکلنے کا آپ اقرار کر لونگا اور اِس قسم کے ساتھ کوئی شرط بھی نہیں ہوگی۔"

(انجام آتھم ص۱۵)

پادری عبد اللہ آتھم کی موت کے بعد ایک موقعہ پر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آتھم صاحب اور حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ نے شہادت دی کہ آتھم آپ کی دعا سے ہی ہلاک ہوا تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مقبوس سے ظاہر ہے :۔

مقبوس ہفتم ۔ بوقت مغرب

شب دوشنبہ ہژدہم از ماہ جمادی الاولیٰ سال مذکور ....

بعد ازاں بندے از ذکر گرونانک بر زبان راند۔ بعد ازاں لختے ذکر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی و عبداللہ آتھم پادری کہ معاند وے بود افتاد و حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہٗ فرمودند کہ اگرچہ عبداللہ آتھم پادری از حد و اندازۂ مدت پیشگوئی مرزا غلام احمد قادیانی کہ نسبت موت وے کردہ بود بیروں افتادہ است چنانچہ بعد میعاد پیشگوئی فوت شد مگر بہ نفسِ مرزا صاحب مردہ است۔

اندریں اثنا یکے از حضار مجلس عرض کرد کہ ہمیں عبداللہ آتھم کے بہ بد دعا مرزا قادیانی مردہ شد ہماں شخص است کہ ہر سال سرش

(ترجمہ) مقبوس ۷ ۔ بوقت مغرب۔

سوموار کی رات ۔ ۱۸ ماہ جمادی الاوّل ۱۳۱۴ھ ......

بعد ازاں ایک شخص نے باوا گرونانک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ اس کے بعد کچھ ذکر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ اور پادری عبداللہ آتھم (جو حضرت اقدسؑ کا مخالف تھا) کا چل پڑا۔ اور خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہٗ نے فرمایا کہ اگرچہ عبداللہ آتھم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیشگوئی (جو انہوں نے عبداللہ آتھم کی موت کے متعلق کی تھی) کی مقررہ مدت کے اندازے اور حد سے باہر چلا گیا یعنی پیشگوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوا مگر مرزا صاحب کے سانس (یعنی بددعا) سے مرا۔

اسی اثناء میں حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ کیا یہ عبداللہ آتھم جو مرزا صاحب قادیانی کی بددعا سے مرا ہے یہ وہی شخص ہے جس کا سر ہر سال

نزد انگریزاں فروختہ مے شد یا نہ۔
حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ
فرمودند او نہ۔ او سید احمد نیچری
است۔ او مسلمان است و ایں
عبداللہ آتھم نصرانی است[1]۔

انگریزوں کے پاس بیچا جاتا تھا یا کوئی اور؟
تو حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ
بقائہ نے فرمایا کہ یہ وہ نہیں ہے، وہ سید احمد
نیچری ہے وہ مسلمان ہے اور یہ عبداللہ
آتھم عیسائی ہے۔

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۴-۱۵)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی دربارہ
عبداللہ آتھم پادری سے متعلق حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

بعد ازاں فرمودند کہ مرزا صاحب
نسبتِ موتِ آتھم پادری پیشگوئی
کردہ بود کہ وے اندر عرصہ یک
سال[2] خواہد مرد۔ قضائے خلافِ
آں بوقوع آمد یعنی آتھم پادری
بعد انقضائے آں سالِ موعود در
دیگر سال بمرد۔ بعد ازاں فرمودند
کہ چوں ایں حکایت پیش مولوی
نور الدین کہ مرید مرزا صاحب است

اس کے بعد خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مرزا صاحب
نے عبداللہ آتھم پادری کی موت کے متعلق پیشگوئی
کی تھی کہ وہ ایک سال کے عرصہ کے اندر مر
جائیگا۔ لیکن واقعہ اسکے خلاف وقوع میں
آیا۔ یعنی پادری آتھم اس موعود
سال کے گذر جانے پر دوسرے سال
مرا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے
فرمایا کہ جب یہ بات مولوی نور الدین
(جو حضرت مرزا صاحبؑ کے مرید ہیں) کے سامنے

---

[1] سوال کرنے والے کو عبداللہ آتھم کے نام سے اشتباہ ہوا کہ شاید یہ کوئی مسلمان ہو۔
حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسکا شبہ دور فرمایا۔ کہ عبداللہ آتھم دراصل
عیسائی کا نام ہے جو پہلے مسلمان تھا بعد میں عیسائی پادری بن گیا۔ منہ

[2] پندرہ ماہ کی میعاد مقرر کی گئی تھی۔ شاہد

بیان کردہ شد۔ وے گفت کہ اعتقاد
ما مردم در حق مرزا صاحب بدیں
گونہ نیست کہ بہ سبب نہ مردن
آتھم پادری در آں سال کہ
مرزا صاحب وعدہ کردہ بود تزلزل
پذیرد و گسستہ شود۔ زیرا کہ ایں چنیں
خلافِ وعدہ ہا از پیغمبران
نیز واقع شدہ است بہ سبب
مصلحت کہ عند اللہ است۔
چنانکہ وقوعۂ حدیبیہ کہ حضرت
محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بہ اصحاب خود
فرمودہ بودند کہ امسال طواف بیت اللہ
خواہم کرد و حج خواہم گزارد و فتح مکہ
نیز خواہم نمود وحالانکہ ہر سہ امر
میسّر نشدند ہم چناں از
حدیبیہ بکفارِ مکہ صلح کردہ
باز گردیدند۔ بعد ازاں حضور
خواجہ ابقاہ اللہ تعالٰی ببقاءٖ
فرمودند کہ ایں مولوی بلائیست
کہ در ہندوستان او را علامہ میگویند۔

بیان ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں
کا اعتقاد حضرت مرزا صاحبؑ کے حق میں
اس قسم کا نہیں ہے کہ آتھم پادری کے موعود
سال کے اندر نہ مرنے سے متزلزل
ہوکر ختم ہو جائے۔ کیونکہ اس قسم
کے واقعات اللہ تعالٰی کی بعض
مصلحتوں کے ماتحت سابقہ انبیاء
کرام کے وقت بھی پیش آتے رہے
ہیں۔ چنانچہ واقعۂ حدیبیہ سے
قبل حضرت محمد مصطفٰے
احمد مجتبٰے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا
تھا کہ ہم اس سال بیت اللہ شریف کا
طواف کریں گے اور حج کریں گے اور مکہ میں بھی
داخل ہوں گے۔ حالانکہ ان تینوں باتوں میں
سے کوئی بات بھی وقوع میں نہ آئی اور
حضور علیہ السلام کفار کے ساتھ صلح کرکے مقام
حدیبیہ سے واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد
حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالٰی ببقاءٖ نے
فرمایا کہ یہ مولوی نورالدینؓ وہ بلا ہے جسے
ہندوستان میں علامہ کہتے ہیں۔

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۴۳ تا ۴۴)

مندرجہ بالا ملفوظات سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ عبد اللہ آتھم پادری کے رجوع الی الحق کی وجہ سے بیشک وہ مقررہ میعاد کے اندر فوت نہ ہوا مگر اُس نے حضرت اقدس علیہ السلام کے چیلنج پر حق کو چھپایا اور اپنے رجوع الی الحق کا اقرار نہ کیا۔ نہ قسم کھائی نہ نالش کی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ ہی کی بد دُعائے فوت ہو گیا۔ مگر بعض لوگ اپنی نادانی یا تعصّب کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ مرزا صاحبؒ نے آتھم پادری کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ ایک سال کے اندر مر جائیگا مگر مرزا صاحبؒ کے کہنے کے خلاف وہ دوسرے سال فوت ہُوا۔ گویا مرزا صاحب اپنی پیشگوئی میں نعوذ باللہ کاذب نکلے حالانکہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے الفاظ بالکل واضح ہیں کہ:۔

"عبداللہ آتھم بنفس مرزا صاحب مُردہ است"

نیز سوال کرنے والے کا فقرہ

"ہمیں عبداللہ آتھم کہ بد دُعائے مرزا قادیانی مُردہ شد"

سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا یہی ارشاد تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام ہی کی بد دُعا سے پادری عبداللہ آتھم فوت ہوا تھا۔ مگر بعض لوگ اپنے اندرونی بُغض کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور عمداً حق کو چھپاتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی ہی سرشت رکھنے والے لوگوں کو مخاطب کرکے یہ چیلنج دیا تھا کہ:۔

"مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی

قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اوّل چاہیئے کہ وہ ان تمام واقعات سے اطلاع پا دے تا اس کی بے خبری اُسکی شفیع نہ ہو۔ پھر بعد اس کے قسم کھادے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے۔ پھر وہ ایک سال تک اِس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہو جائے اور فوق العادت مصیبت اُس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ میں سب کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ اس صورت میں اقرار کر لونگا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ ...... یاد رکھو کہ اگر ان میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا اُس کو ذلیل کریگا اور روسیاہ کریگا اور لعنت کی موت سے اُس کو ہلاک کریگا۔ کیونکہ اُس کے سچائی کو چھپانا چاہا جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھائیں گے ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۴-۲۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس واضح اعلان کے بعد کیا کوئی شخص ہے جو مؤکد بعذاب یہ حلف اُٹھائے کہ

"عبداللہ آتھم بشفیں مرزا صاحب مردہ است" صحیح نہیں ہے؟

بعض شکوک کا ازالہ

اشاراتِ فریدی کی قدر و منزلت

ہم نے باب دوم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ کل مکتوبات درج کر دیئے ہیں جو آپ سے مدت دراز پہلے جانبین کی کتب میں شائع ہو چکے ہیں اور باب سوم میں حضرت اقدس علیہ السلام سے متعلق حضرت خواجہ صاحبؒ کے ملفوظات درج کئے ہیں۔ اور یہ تمام مکتوبات و ملفوظات اشاراتِ فریدی سے لئے ہیں جس کے سر ورق پر لکھا گیا ہے۔ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ"۔ چونکہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر اس کے لکھے جانے کی غرض یہ ظاہر کرنے اور یقین دلانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس کتاب (اشارات فریدی حصہ سوم) میں جو کچھ لکھا گیا ہے بالکل بجا اور درست ہے۔ اور جس طرح قرآن مجید کے بیان فرمائے ہوئے تمام امور حقیقت و واقعیت پر مبنی اور قطعی اور یقینی ہیں۔ کوئی ایک امر بھی ایسا نہیں جو شک و شبہ کئے جانے کے لائق ہو اسی طرح اشارات فریدی میں جو مقبوسات جمع کئے گئے اُن میں بھی صدق و سداد کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور ایک بھی مقبوس ایسا نہیں جس پر از روئے انصاف کوئی شبہ کیا جا سکے۔ اگر ان میں سے ایک مقبوس یا کوئی مضمون بھی ایسا ہوتا جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش ہوتی تو کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و جانشین خواجہ محمد بخش صاحب مسمے اشاراتِ فریدی حصہ سوم

میں باقی رہنے دیتے ۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے کہا جاتا ہے کہ یہ خطوط و ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فرزند و جانشین کی لاعلمی میں شائع ہوئے ہیں ۔ اور اس کے لئے یہ راہ نکالی گئی کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلیفہ مولوی رکن الدین صاحب نے ایک رقم خطیر لے کر یہ ساری چیزیں اشاراتِ فریدی حصہ سوم میں داخل کر دی ہیں ۔ اور یہ کب کہا جاتا ہے جب کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ اور مولانا رکن الدین صاحب سب فوت ہو چکے ہیں ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں جانبین کے تمام مکتوبات شائع ہوئے ہیں تو علماء حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور عرائض ارسال کر کے شکایت کرتے ہیں کہ آپ نے (حضرت اقدس) مرزا صاحب کی تصدیق کیوں فرمائی ہے اور انہیں عباد اللہ الصالحین میں سے کیوں قرار دیا ہے اور اُن کی تو علماء نے تکفیر کی ہے ۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچنے والے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری ہیں ۔ اور ان کے علاوہ خدا جانے کتنے علماء پہنچے ہوں اور عرائض لکھنے والوں میں مولوی عبد الجبار غزنوی صاحب اور مولوی عبد الحق صاحب غزنوی ہیں حضرت خواجہ صاحبؒ نے ان سب کو جوابات دیئے ہیں ۔ اور ان سب امور کا ذکر اشارات فریدی میں موجود ہے ۔ اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اپنے رسالہ "اشاعۃ السنہ" جلد ۱۸ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹ میں خود کیا ہے ۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ

کے مریدوں میں اس کے پہنچانے والے آنجناب کے فرزند ارجمند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب ہیں۔ اور اشاراتِ فریدی کو پڑھنے والوں میں سے کوئی شخص بھی ان خطوط و مضامین سے متعلق (جو اس میں حضرت اقدسؑ سے متعلق شائع ہو چکے ہیں) حضرت خواجہ محمد بخش صاحب سے کچھ استفسار نہیں کرتا۔ جب اشارات فریدی حصہ سوم طباعت کے لئے جاتی ہے تو بھی حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اسے نہیں دیکھتے اور جب طبع ہو کر آتی ہے تو بھی اسے ملاحظہ نہیں فرماتے یہانتک کہ وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ باتیں عقل و سمجھ میں آنے کے قابل ہیں؟ اور اشارات فریدی چھپکر آنے کے بعد حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کا اس کو نہ دیکھنا عقل سے بعید بات ہے۔ اور دیکھنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کے خطوط اور دوسرے مضامین جو حضرت اقدسؑ کی تائید میں تھے اور علماء کے آنجناب کی خدمت میں پہنچنے اور عرائض لکھنے اور آنجناب کے جوابات میں سے ہی کسی چیز پر حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی نظر نہ پڑنا بھی بالکل خلاف عقل بات ہے اگر مذکورہ بالا اور دوسرے امور حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی بے خبری میں مولوی رکن الدین صاحب نے اس میں داخل کر دیئے ہوتے تو حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اپنے والد ماجد نور اللہ مرقدہ کے مریدوں میں اشارات فریدی حصہ سوم کی اشاعت کس طرح گوارا فرما سکتے تھے۔ اشارات فریدی حصہ سوم کی اشاعت روک لی جاتی اور کتاب ضائع کی جاتی اور مولوی رکن الدین صاحب سے ایسی سخت بازپرس ہوتی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ مگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ اشاراتِ فریدی کی اشاعت روکی نہیں گئی اور نہ کتاب ضائع کی گئی بلکہ اس کی خوب اشاعت

کے مریدوں میں اس کے پہنچانے والے آنجناب کے فرزند ارجمند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب ہیں۔ اور اشاراتِ فریدی کو پڑھنے والوں میں سے کوئی شخص بھی ان خطوط و مضامین سے متعلق (جو اس میں حضرت اقدسؑ سے متعلق شائع ہو چکے ہیں) حضرت خواجہ محمد بخش صاحب سے کچھ استفسار نہیں کرتا۔ جب اشارات فریدی حصہ سوم طباعت کے لئے جاتی ہے تو بھی حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اسے نہیں دیکھتے اور جب طبع ہو کر آتی ہے تو بھی اسے ملاحظہ نہیں فرماتے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ باتیں عقل و سمجھ میں آنے کے قابل ہیں؟ اور اشارات فریدی چھپکر آنے کے بعد حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کا اس کو نہ دیکھنا عقل سے بعید بات ہے۔ اور دیکھنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کے خطوط اور دوسرے مضامین جو حضرت اقدسؑ کی تائید میں تھے اور علماء کے آنجناب کی خدمت میں پہنچے اور عرائض لکھنے اور آنجناب کے جوابات میں سے ہی کسی چیز پر حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی نظر نہ پڑنا بھی بالکل خلاف عقل بات ہے اگر مذکورہ بالا اور دوسرے امور حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی بے خبری میں مولوی رکن الدین صاحب نے اس میں داخل کر دیئے ہوتے تو حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اپنے والد ماجد نور اللہ مرقدہ کے مریدوں میں اشارات فریدی" حصہ سوم کی اشاعت کس طرح گوارا فرما سکتے تھے۔ اشارات فریدی حصہ سوم کی اشاعت روک لی جاتی اور کتاب ضائع کی جاتی اور مولوی رکن الدین صاحب سے ایسی سخت بازپرس ہوتی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ مگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ اشاراتِ فریدی کی اشاعت روکی نہیں گئی اور نہ کتاب ضائع کی گئی بلکہ اس کی خوب اشاعت

ہوئی اور وہ سارے ہندوستان میں پھیل گئی

مولانا رکن الدین صاحب کا جو درجہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ اور انکے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی نظر میں ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

مولوی رکن الدین صاحب سکنہ پرہار سوئیکی حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے ایک مخلص اور وفا شعار مرید تھے جو بچپن ہی سے حضرت خواجہ صاحبؒ کی پاک و مقدس صحبت میں رہے۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے ان کو محبت و وفا اور اخلاص کی وجہ سے خرقۂ خلافت سے نوازا۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نے اُن کی نیکی اور تقویٰ شعاری کی بنا پر اپنے والد ماجد کے ملفوظات و حالات ڈائری کی صورت میں جمع کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب یہ کام مولانا صاحب موصوف نے نہایت دیانت داری اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا تو آپ نے ان کو "برادرم دینی مولانا رکن الدین سلمہ ربہ" کے خطاب سے نوازا (ملاحظہ ہو کتاب اشاراتِ فریدی آخر حصص) اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے نواسہ جناب خواجہ فیض احمد صاحب نے "خلیفہ تمکین بادشاہ ملک صدق ویقین" کا خطاب دیا (دیکھیں اشاراتِ فریدی حصہ چہارم سرورق)۔ پس مولانا رکن الدین صاحب بلاشبہ ایک شیریں درخت کے شیریں پھل تھے ان پر کوئی الزام عائد کرنے سے اصل درخت پر الزام آئیگا۔ اور یہ بات مندرجہ بالا حضرات سے محبت کرنیواہ کوئی شخص برداشت نہیں کر سکتا۔

اشاراتِ فریدی حصہ سوم کی تصحیح و اصلاح

مولانا رکن الدین صاحب کی درخواست پر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ نے خود اشاراتِ فریدی حصہ سوم کی تصحیح و اصلاح بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ اشاراتِ فریدی حصہ سوم

کے آخر پر لکھا ہے کہ :۔

"تمام شد جلد سوم از کتاب اشارات فریدی المعروف بمقابیس المجالس ...... واین جلد سوم از اوّل تا آخر بجناب اقدس حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ بقائہ سبق بہ سبق خواندہ‌ام وحضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ کمال عنایت و توجہ سماع فرمودند وتصحیح و اصلاح مع تحقیق تمام نمودہ اند۔ فقط تمت بالخیر

(ترجمہ) کتاب اشارات فریدی المعروف مقابیس المجالس کی تیسری جلد مکمل ہوئی ...... اور یہ جلد سوم اوّل تا آخر مَیں نے خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالےٰ بقائہٗ کی خدمت اقدس میں سبقاً سبقاً پڑھی اور حضرت خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ نے کمال مہربانی اور توجہ سے اسکو سُنا اور پوری تحقیق کے ساتھ اس کی تصحیح واصلاح فرمائی۔ فقط تمت بالخیر

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

اشارات فریدی پر حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کی بے نظیر تقریظ

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اشارات فریدی کی طباعت و اشاعت بے تعلق اور غیر معروف لوگوں میں سے کسی کے انتظام سے نہیں ہوئی بلکہ خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نے اسے خود چھپوایا اور اس پر شاندار تقریظ رقم فرمائی جو کہ درج ذیل ہے :۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النّبیین و

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کے رسول خاتم النبیین اور اس کی آل اور اصحاب پر

علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔
امابعد میگوید فقیر محمد بخش سکنہ
چاچڑاں شریف کہ چوں کتاب
معرفت نصاب مقابیس المجالس
المعروف بہ اشارات فریدی از
ملفوظات سلطان ملت مصطفوی
برہان حجت نبوی شاہد جملۂ
احدیت بادشاہ سرادق
و احدیت شیخ علی الاطلاق
قطب الآفاق غوث بالاتفاق
ناطق حقائق ملکوت کاشف
دقائق جبروت ۔ صورت مجسم
توحید ۔ سیدنا و مرشدنا
حضرت قبلہ عالم حضور خواجہ
غلام فرید والد ماجد من رضی اللہ عنہ
کہ آنرا برادرم دینی مولانا
رکن الدین پرہار سونکی سلمہ ربہٗ
در مدت نہ سال ہمہ تن گوش
گردیدہ جمع کردہ است ۔ یک نسخہ بود
وہمہ مریداں ومعتقداں وجملہ طالبان
طریقت وسالکان حقیقت بہر طرف

درود اور سلام ہو ۔
اما بعد فقیر محمد بخش سکنہ چاچڑاں شریف
کہتا ہے کہ چونکہ کتاب مقابیس المجالس جو
درحقیقت معرفت کا ایک نصاب ہے اور
اشارات فریدی کے نام سے مشہور ہے اور جو
کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت
کے سرتاج حجتِ نبوی کی روشن دلیل اور
خدائے یگانہ کے انوارِ غیبیہ کے مشاہدہ کرنے والے
وحدانیت کے پردہ اٹھانے والوں کے بادشاہ مشہور
بزرگ عالم قطبِ جہاں ۔ مانے ہوئے غوث
عالمِ ملکوت کے حقائق بیان کرنے والے ۔ عالمِ جبروت
کی باریکیوں کو ظاہر کرنے والے توحید کی مجسم
صورت ۔ ہمارے سردار ۔ ہمارے مرشد حضرت
قبلہ عالم حضرت خواجہ غلام فرید میرے والد
ماجد رضی اللہ عنہ کے ملفوظاتِ مبارکہ
ہیں جو برادرم دینی (دینی بھائی) مولانا
رکن الدین صاحب سکنہ پرہار سونکی سلمہ ربہٗ نے
نو سال کی مدت میں ہمہ تن گوش رہ کر جمع
کئے ہیں ۔ جس کا صرف ایک ہی نسخہ تھا
اور آپ کے تمام معتقدین اور سب طالبانِ
طریقت اور سالکانِ حقیقت ہر طرف

پویان و جویان ایں خزینۂ معارف بودند
پس بصرف زرِ کثیر باہتمام خان صاحب
والاشان محمد عبد العلیم خان صاحب
بہادر سکنہ ریاست ٹونک طبع
کنانیدم تا در اطراف و اکناف
عالم شائع گردد۔ و ہر کسے
بمطالعہ آں نسخہ متبرکہ ہمت
گمارد و جواہر معارف بدست
آرد۔ فقط

فقیر محمد بخش بقلم خود

دوڑتے پھرتے اور اس معرفت کے خزانہ کے متلاشی تھے
پس بہت سا روپیہ خرچ کر کے خان صاحب
والاشان محمد عبد العلیم خان صاحب بہادر سکنہ
ریاست ٹونک کے زیر اہتمام اس کو طبع
کرایا تاکہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف
میں پھیل جائے۔ اور ہر کوئی اس مبارک
نسخہ کے مطالعہ میں اپنی ہمت صرف
کرے اور معارف کے موتی حاصل
کرے۔ فقط

(دستخط) فقیر محمد بخش بقلم خود

مندرجہ بالا تقریظ سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نے
اشاراتِ فریدی حصہ سوم کو ایک معرفت کا نصاب اور معارف کا خزینہ
قرار دیا ہے اور اس کے جمع کرنے والے مولانا رکن الدین صاحب کو

"برادرم دینی مولانا رکن الدین پر ہار سونکی سلمہ ربہ"

کے قابلِ فخر الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور اشاراتِ فریدی کی اہمیت کے پیشِ نظر خان صاحب
والاشان خان محمد عبد العلیم خان صاحب والئ ریاست ٹونک نے اشاراتِ فریدی کی اشاعت
پر زرِ کثیر صرف فرمایا۔ اور حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نے تقریظ لکھنے کے بعد اسے
اپنے دستخط خاص سے مزین فرمایا ہے۔ ان حالات میں مولانا رکن الدین
صاحب پر وہ الزام لگانا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس ساری کتاب
ہی کو بے اعتبار نہیں بناتا بلکہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اور نوا

محمد عبد العلیم خان صاحب والئ ریاست ٹونک کو بھی زیر الزام لانا ہے۔ فانہم و تدبر

اشارات فریدی حصہ چہارم کی اشاعت

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزند و جانشین

حضرت خواجہ نازک کریم محمد بخش صاحب نے اشاراتِ فریدی کے پہلے تین حصص ۱۳۲۰ھ میں طبع کرنے کا انتظام کیا تھا اس کے چھبیس ۲۶ سال بعد حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ جناب خواجہ فیض محمد صاحب سجادہ نشین نے چوتھا حصہ ۱۳۴۶ھ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور اشارات فریدی حصہ چہارم کے سرورق پر مولوی رکن الدین صاحب کا ذکر باین الفاظ کیا ہے :-

"از ملفوظاتِ قطب مدار غوث روزگار...... شہنشاہ ملک تفرید و توحید حضرت خواجہ غلام فرید رضی اللہ عنہ کہ جمع کردہ خلیفہ باتمکین بادشاہ ملک صدق و یقین حضرت مولانا رکن الدین قدس سرہٗ دست بفرمان ہدایت بنیان ... . حضرت خواجہ فیض احمد صاحب رواہ اللہ تعالیٰ بامداد المؤید سجادہ نشین دام فیضہ۔"

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب خواجہ فیض احمد صاحب سجادہ نشین نے اشاراتِ فریدی حصہ سوم کو نہیں پڑھا۔ اگر یہ کہنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے اور خواجہ صاحب موصوف نے ضرور ضرور اس کا مطالعہ کیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی اور نہ چوتھے حصہ میں اس کے متعلق کچھ لکھا۔ بلکہ اشاراتِ فریدی کا چوتھا حصہ جو مولوی رکن الدین ہی کا جمع کیا ہوا تھا بعینہٖ شائع فرما دیا بلکہ مولانا رکن الدین

(جو اسے جمع کرنے والے تھے) کے لیے "خلیفہ تمکین بادشاہ ملک صدق ویقین حضرت مولانا رکن الدین قدس سرہٗ" کے الفاظ استعمال کئے۔ بحالیکہ اشارات فریدی حصہ چہارم مقبوس ملا میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد

"ہمچوں دیگر انبیاء و اولیاء مرفوع گشتہ اند"

میں وفات مسیح علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو مولوی رکن الدین صاحب پر کس قدر اعتماد تھا۔ اگر اتنا اعتماد نہ ہوتا تو کم از کم وفات مسیح علیہ السلام کا ذکر ہی حذف فرما دیتے۔ مگر ان کے حذف نہ کرنے سے نہایت صفائی کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسے اور جو کچھ بھی مولانا رکن الدین صاحب نے جمع کیا ان سب کو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ ہی کا ارشاد برحق سمجھتے تھے۔

دوسرے شک کا ازالہ

بعض حضرات جو اس امر سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں پاتے کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی ہے تو وہ دفع الوقتی یا ناواقفوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی تھی اس وقت تک (حضرت اقدسؑ) مرزا صاحب نے کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا اور آپ کے عقائد مسلمانوں کے لئے تھے اور آپکی ابتدائی منزل تھی۔ مگر ان لوگوں کو یہ خبر نہیں کہ ان کا یہ بیان جو حقیقت سے کوسوں دور ہے اُن کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا

بلکہ انہیں ناواقف محض اور مغالطہ انداز ٹھہراتا ہے۔ وہ تو یہ کہکر اپنا پہلو
بچانا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک حضرت اقدس علیہ السلام نے کوئی دعویٰ ہی
نہیں کیا تھا مگر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے پہلے عربی خط کے ہی
ابتداء میں فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کی
دعوت دی گئی ہے اور اس کا جواب طلب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب جو
انجام آتھم تھی اُس میں آپ نے اپنے دعوے اور الہامات کو ہی پیش
کیا ہے اور دعوت دی ہے کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لے کر یہ دُعا
کرونگا کہ اے خداؔ ! اگر یہ الہامات تیری طرف سے نہیں ہیں تو تُو مجھ پر
عذاب نازل فرما۔ اور دوسرے فریق سے بھی یہی چاہا ہے کہ وہ بھی اسی
طرح دُعا کرے کہ ہم ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھتے اور
اس شخص کو کاذب و مفتری جانتے ہیں اگر ہم ایسا سمجھنے میں حق پر نہیں
ہیں تو تُو ہم پر عذاب نازل فرما اور ہم اس کتاب کے دوسرے باب میں
حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ مباہلہ کے الفاظ مکمل درج
کر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ ان الفاظ
میں اپنی تصدیق پیش فرماتے ہیں کہ

"اے ہر ایک حبیب سے عزیز تر۔ آپ کو معلوم ہے
کہ میرا مقام ابتداء ہی سے آپ کی تعظیم کرنا ہے تاکہ مجھے
ثواب حاصل ہو۔ اور آپ کے حق میں میری زبان سے بجز تعظیم و تکریم
اور رعایتِ آداب کے اور کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے اُن کا یہ
یہ اعتراض ایسا ہی رکیک، بے سروپا اور حقیقت سے دور ہے جیسا کہ

ان کا مولانا رکن الدین صاحب پر بے حقیقت الزام لگانا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوئ مجددیت کا اظہار براہین احمدیہ حصہ چہارم مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۲۳ ؍مارچ ۱۸۸۹ء میں لوگوں سے بیعت لینی شروع کی تھی۔ اور حضرت اقدسؑ نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو مباہلہ کی دعوت اپنی کتاب انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں دی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے آخر تک اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ چنانچہ آپ اپنے خط مشتمل بر فارسی نظم و نثر میں (جو حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو بھیجا گیا تھا) تحریر فرماتے ہیں:۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ مصطفےٰ مارا امام و مقتدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم ۔ ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ۔ بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام ۔ دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
من نہ از خود ادعائے کردہ ام ۔ امر حق شد اقتدائے کردہ ام

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کو چودھویں صدی میں مجدد، مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے دنیا میں آکر کوئی نیا کلمہ، نیا قبلہ، نیا دین یا نئی شریعت جاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محض احیاءِ اسلام، ترقی دین اور اشاعتِ قرآن مجید اور فیضانِ محمدیہ کو دنیا میں اجاگر کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے

مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا شرف پایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کثرت سے آپ پر امورِ غیبیہ کا اظہار فرمایا اور مطابق آیت کریمہ " فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسولٍ " ظلی اور بروزی طور پر نبوت اور رسالت کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ آپ ایک امتی نبی ہیں یعنی آپ کو مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کثیرہ مشتمل بر امورِ غیبیہ کا شرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور روحانی قوتِ قدسیہ کی برکت سے ملا ہے۔ اور آپ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ اپنے الہامات کو بھی پیش فرماتے رہے ہیں چنانچہ اسی دعوتِ مباہلہ میں جو حضرت خواجہ صاحبؒ کو ارسال کی گئی تھی حضور تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔ اور ابتدائی دعویٰ پر بیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ " (انجام آتھم ص۵۰)

نیز فرماتے ہیں :-

" وہ خاص الہامات اُس کے (یعنی خدا تعالیٰ کے) جو میں اُس وقت سناؤں گا اُن میں سے بطور نمونہ چند الہامات اس جگہ لکھتا ہوں۔ ان میں سے بعض الہامات بیس برس کے عرصہ کے ہیں۔" (انجام آتھم ص۵۱)

الہاماتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام | حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات (اسی کتاب انجام آتھم سے جس میں دعوتِ مباہلہ درج ہے اور جس کو دیکھ کر حضرت خواجہ صاحبؒ نے

حضرت اقدسؑ کی تصدیق کی اور پھر سلسلۂ خط و کتابت جاری ہُوا، ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدسؑ کو الہامًا فرمایا کہ :-

الہامات

یا عیسی الذی لا یضاع وقتہ
نعمان ان تعان وتعرف بین
الناس۔ ھو الذی ارسل
رسولہ بالھدیٰ و دین الحق
لیظھرہ علی الدّین کلّہ۔ قل
انّی امرت وانا اوّل المؤمنین
الرحمٰن علّم القرآن لتنذر
قومًا ما انذر اٰباءھم
ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل
ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی
یحببکم اللّٰہ۔ یقیم الشریعۃ
و یحیی الدین۔ خلق اٰدم
فاکرمہ۔ جری اللّٰہ فی
حلل الانبیاء۔ ان الذین کفروا
وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ
علیھم رجل من فارس۔ شکر
اللّٰہ سعیہ۔ فاصدع
بما تؤمر واعرض عن الجاھلین

ترجمہ

یعنی اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا
جائیگا۔ پس وقت آگیا ہے کہ تُو لوگوں میں شناخت
کیا جائے اور مدد دیا جائے۔ وہ خدا جس نے اپنے
رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا
اُس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ کہہ
مَیں مامور ہوں اور مَیں سب سے پہلا مومن ہوں
وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن سکھلایا تاکہ تُو ان
لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے
اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ ان کو کہہ
کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے
ہو لو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ شریعت کو قائم
کریگا اور دین کو زندہ کریگا۔ آدم کو پیدا کیا
اور اُس کو عزّت دی۔ خدا کا فرستادہ نبیوں
کے حلّوں میں۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے
اور خدا کی راہ سے روکنے لگے۔ ایک
فارسی الاصل آدمی نے انکے خیالات کو ردّ
خدا اسکی کوشش کا شکرگذار ہے پس جو
حکم ہوتا ہے کھولکر بیان کر اور جاہلوں سے کنارہ

اِنّی جاعلک للناس اماما - انت
فیہم بمنزلة موسٰی - واصبر علی ما
یقولون - الحمد للّٰه الذی جعلک
المسیح ابن مریم - الفتنة ھٰھنا
فاصبر کما صبر اولوالعزم - و
ان یتّخذونک الّا ھزوا - اھٰذا
الذی بعث اللّٰه - قل
انما انا بشر مثلکم یوحٰی
انما الٰھکم اله واحد والخیر
کلّه فی القراٰن - و لقد لبثت
فیکم عمرًا من قبله افلا
تعقلون - الا ان حزب اللّٰه ھم
الغٰلبون - انا فتحنا لک
فتحًا مبینا لیغفر لک اللّٰه ما
تقدم من ذنبک وما تاخر - الیس
اللّٰه بکافٍ عبده - فبرّأه اللّٰه
مما قالوا وکان عند اللّٰه
وجیھًا - و لنجعله اٰیة
للناس و رحمة - و
کان امرًا مقضیًا - یا احمد
فاضت الرحمة علٰی شفتیک

مَیں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا - تو ان میں
بمنزلہ موسٰی کے ہے اور انکی باتوں پر صبر کر
سب تعریف خدا کی ہے جس نے تجھے مسیح
ابن مریم بنایا - اِس جگہ فتنہ ہے سو تو
اولوالعزم لوگوں کی طرح صبر کر - اور
تجھے انہوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے
کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے - کہہ
مَیں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے الہام
ہوتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی
قرآن میں ہے - اور مَیں اس سے پہلے ایک
مدت سے تم میں ہی رہتا تھا کیا تمہیں میرے حالات معلوم
نہیں - اور خبردار رہو کہ خدا کا گروہ ہی آخرکار
غالب ہوتا ہے - ہم نے تجھے کھلی کھلی
فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ
معاف ہو جائیں - کیا خدا اپنے بندے
کے لئے کافی نہیں ہے - سو خدا نے ان کے
الزاموں سے اس کو بری کیا - اور وہ خدا
کے نزدیک وجیہہ ہے اور ہم اس کو لوگوں کے
لئے نشان بنائیں گے اور رحمت کا نمونہ ہوگا -
اور یہی مقدّر ہے - اے احمد! رحمت
تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے

انا اعطیناك الکوثر۔ فصلّ لربّك
وانحر۔ ان شانئك ھو الابتر۔
لا تخف انك انت الاعلیٰ۔
کتب اللہ لاغلبنّ انا و رسلی۔
یا عیسیٰ انّی متوفیك و
رافعك الیّ وجاعل الذین
اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ
یوم القیامۃ۔ سلام علیٰ ابراھیم
صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ یا
داؤد عامل بالنّاس رفقًا واحسانًا
یا نوح اسرر رؤیاك۔ انظر الیٰ
یوسف واقبالہ۔ انا نبشّرك
بغلام حلیم۔ مظہر الحق و
العلاء کانّ اللہ نزل من السّماء۔

ہم نے تجھے بہت سے حقائق و معارف اور برکات بخشے ہیں اور
نیک ذریّت عطا کی ہے سو خدا کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر
تیرا بدگو بے خیر رہے۔ مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے۔
خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب
رہینگے اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دونگا اور
اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ اور تیرے تابعداروں
کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ
بخشونگا۔ ابراہیم یعنی اس عاجز پر سلام۔
ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ اے
داؤد! لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر
اے نوح! اپنے خوابوں کو پوشیدہ رکھ۔ یوسف کو
دیکھ۔ اور اس کے اقبال کو دیکھ۔ ہم تجھے ایک
حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی
کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترا۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد۔
خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ مَیں اپنی
چمکار دکھلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔
دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اس کو قبول
کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ آمین۔"

(انجام آتھم اشتہار دعوت مباہلہ)

مندرجہ بالا الہامات جو دعوتِ مباہلہ میں درج ہیں پڑھ لینے کے بعد بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور الہامات پڑھ کر حضرت خواجہ صاحبؒ نے تصدیق کی تھی بلکہ بوقتِ تصدیق حضرت اقدسؑ کے دعویٰ اور الہامات کی اشاعت پر بھی بہت عرصہ گذر چکا تھا۔

تیسرے شک کا ازالہ!

بعض لوگ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رسالہ "فوائدِ فریدیہ" میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ "جماعت احمدیہ" کو ناری فرقوں میں شمار کیا ہے حالانکہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے رسالہ "فوائد فریدیہ" تحریر فرمایا تھا ۱۲۸۴ھ ہجری مطابق ۱۸۶۸ء میں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا ہے ۱۳۱۸ھ ہجری مطابق ۴ نومبر ۱۹۰۰ء میں۔ ۱۲۸۴ھ ہجری میں تو جماعت احمدیہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوستان کی مردم شماری کے موقعہ پر ۱۹۰۱ء میں اپنے فرقہ کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" تحریر فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا تعالےٰ نے مجھے امام اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے ....
...... اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے پسند کیا ہے وہ نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے

پکاریں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۸۱ تا ۹۱
اشتہار ۴ر نومبر سنہ ۱۹۰۰ء)

اگر کہا جائے کہ رسالہ "نوائد فریدیہ" ۱۸۹۵ء میں پہلی مرتبہ مطبع مجتبائی لاہور سے اشاعت پذیر ہو چکا تھا جبکہ حضرت اقدسؑ کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت خواجہ صاحبؒ نے ۱۸۹۵ء میں حضرت اقدسؑ کی جماعت کو ناری فرقہ قرار دیا ہوتا تو دو سال بعد حضرت خواجہ صاحبؒ ۱۸۹۷ء میں حضرت اقدس علیہ السلام کی دعوتِ مباہلہ کے جواب میں یہ کیسے تحریر فرما سکتے تھے کہ:۔

"میرا مقام ابتداء ہی سے آپ کی تعظیم کرنا ہے تاکہ مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم وتکریم اور رعایتِ آداب کے آپ کے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مذہب اور عقائد کا بدیں الفاظ اعلان فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائدِ اسلام اور اصولِ دین سے برگشتہ ہے۔ یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقوٰی ہو ایسے افترا نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم

اس کو پنجہ مار رہے ہیں - اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اِس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنم حق ہے - اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے - اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے - اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اور اسی پر مریں - اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور حج اور اس کے رسول کے مقررہ کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں ۔ غرض وہ تمام امور جو

اہلِ سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا ہے کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے اِن اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ وَالْمُفْتَرِیْنَ۔" (ایام الصلح ص۸۶)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلینؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے!
جان و دل اِس راہ پر قربان ہے

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

شکریہ احباب کرام

خاکسار جون ۱۹۵۷ء کو ضلع لائلپور سے ضلع ڈیرہ غازی خاں و مظفر گڑھ کے حلقہ میں بطور مربی جماعت احمدیہ منتقل ہوا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کی تصدیقات کا علم ہوا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر "بیان المجاہد" کا مطالعہ کرتے ہوئے خاکسار کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ حضرت اقدس ؑ اور حضرت خواجہ صاحب ؒ کے مابین سلسلۂ خط و کتابت اور حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت سے متعلق حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مکمل مع اردو ترجمہ شائع کئے جائیں تا دنیا کو معلوم ہو کہ اتنے بلند مرتبہ پیر و مرشد اور عالی وقار سجادہ نشین صوفی عالم فاضل خدا رسیدہ بزرگ کس جرأت اور دلیری کے رنگ میں بلا خوف لومۃ لائم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آپ کی خدمات اسلامیہ کو سراہتے ہیں۔ تا مخلوقِ خدا اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ خاکسار نے سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود اطال اللہ بقاءہ کی خدمتِ اقدس میں برائے مشورہ و دعا مندرجہ ذیل عریضہ ارسال کیا۔

"عرض ہے کہ پچھلے سال خاکسار کا ارادہ تھا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے

مختصر حالات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ساتھ اُن کی خط و کتابت اور بیانات مع اردو ترجمہ شائع
کر دیئے جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ خصوصاً علاقہ
ڈیرہ غازیخان مظفرگڑھ اور بہاولپور میں رہنے والے معتقدین کو
سوچنے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ پھر
حضور کی رؤیا جو اخبار الفضل مؤرخہ ۱۲/۱/۶۰ میں چھپی تو میرے
ارادہ میں اور بھی پختگی پیدا ہو گئی۔ اب رمضان المبارک میں
اس کام کو شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب
کی کتابوں اور ڈائریوں کے علاوہ اُن کے گدی نشینوں سے مِل کر
بھی مزید معلومات حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔ حضور ایدکم اللہ تعالیٰ
اس کے متعلق مشورہ دے کر ممنون فرمائیں۔ نیز دعا فرمائیں کہ
اگر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ کام مبارک ہے تو اس کی توفیق بخشے
اور اپنی کامل رضا عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین فقط والسلام المرقوم ۱۱/۳/۶۰۔"

اس کے جواب میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
جو ارشاد مبارک مطابق چٹھی ڈی پی ۱۱/۱۳۲۱ ۲۴/۳/۶۰ موصول ہوا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"آپ کی چٹھی دربارہ تدوین حالات (اور ملفوظات) حضرت خواجہ
غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف والے سیدنا حضرت
امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پہنچی۔
بعد ملاحظہ حضور پُرنور نے دُعا فرمائی۔ نیز فرمایا:۔

"اچھی بات ہے۔"

والسلام

خاکسار عبدالرحمٰن انور پرائیویٹ سکرٹری خلیفۃ المسیح الثانی

چنانچہ خاکسار راقم الحروف نے رمضان المبارک میں کتاب ہذا کا اکثر حصہ مرتب کر لیا۔ بعد ازاں اس کی ترتیب اور اشاعت میں مندرجہ ذیل احباب کرام نے اپنے مشورہ اور امداد سے مستفید فرمایا:۔

۱۔ استاذی المکرم جناب مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری طال عمرہ
۲۔ استاذی المکرم جناب مولانا ظفر محمد خان صاحب ظفر
۳۔ مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ
۴۔ اخی المکرم جناب مولانا صدر الدین صاحب فاضل سابق مبلغ ایران
۵۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب طال عمرہٗ نے نہ صرف بنظر غور اس کتاب کو مطالعہ فرما کر اصلاح فرمائی بلکہ اس کی طباعت کا باحسن انتظام فرمایا۔
فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرًا۔

خاکسار ان تمام دوستوں کا تہ دل سے ممنون ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ مولیٰ کریم سب کو بے انتہا دینی و دنیاوی برکات سے نوازے اور اپنی کامل رضا بخشے۔ اللّٰھم آمین۔

نیز تمام احباب کرام کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کو اپنی جناب میں شرفِ قبولیت بخشے اور بے شمار مخلوق کی راہنمائی اور ہدایت کا موجب بنائے اور خاکسار کو اپنی کامل رضا اور کامل خوشنودی عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔ فقط والسلام

خاکسار

عبدالمنان شاہد

مربی انچارج جماعت ہائے احمدیہ ڈیرہ غازی خان و ضلع مظفر گڑھ

حال مقیم علی پور ضلع مظفر گڑھ ۱۱ ۱۱/۶۱